امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۴/ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۱/اکتوبر ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 40

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- قائد انقلاب مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی
- حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی
- حکایات اہل دل
- امارت شرعیہ ملک کی ایک مثالی......
- قانون کا غلط استعمال
- اسلامی معاشرہ میں عورتوں کے حقوق
- یتیم پوتے کی کفالت......

حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے آٹھویں امیر شریعت منتخب

رپورٹ: رضوان احمد ندوی

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مجلس ارباب حل وعقد نے کثرت آراء کی بنیاد پر حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر کو امیر شریعت منتخب کیا، ارباب حل وعقد کا یہ اجلاس مورخہ ۹/اکتوبر ۲۰۲۱ء کو المعہد العالی کے احاطہ میں زیر صدارت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت منعقد ہوا، جس میں تقریباً چھ سو ارباب حل وعقد نے شرکت کی، امیر شریعت کے لئے ارباب حل وعقد کی طرف سے پانچ نام مولانا احمد ولی فیصل رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی اور مولانا مفتی محمد نذر توحید مظاہری کے سامنے آئے ان میں سب سے پہلے نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا نام واپس لے لیا، اس کے بعد مولانا مفتی نذر توحید صاحب اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے بھی اپنے نام کی عدم شمولیت کا اظہار کیا، اب جو نام باقی رہ گئے ان میں اتفاق پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی، مگر ارباب حل وعقد کی اکثریت نے ووٹنگ کرانے پر اصرار کیا، چنانچہ ارکان کے ذریعہ ہی ووٹنگ کا عمل شروع ہوا، اور پولیس انتظامیہ کی نگرانی میں رائے شماری کرائی گئی، اور اس طرح حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی آٹھویں امیر شریعت منتخب ہوئے، بعد ازاں نو منتخب امیر شریعت سے مجلس میں موجود تمام ارکان ارباب حل وعقد نے بیعت امارت کیا، ان کے ہاتھوں پر سب سے پہلے قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی نے بیعت کیا اس کے بعد نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی اور قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے، ان کے بعد اجلاس میں موجود سارے لوگوں نے بیعت کیا۔ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے اس موقع پر بصیرت افروز اور چشم کشا خطاب کیا اور اپنے بلند عزائم کا اظہار فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ امارت شرعیہ ایک امانت ہے، جس کے بارے میں ہم سب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ آپ لوگوں نے اپنے حسن ظن کا اظہار کرتے ہوئے مجھے اس منصب سے نوازا۔ امیر مسئول ہوتا ہے، آپ کی ذمہ داری ہے کہ وحدت واجتماعیت کے ساتھ امارت شرعیہ کے مقاصد کو آگے بڑھانے میں سب مل کر کے تعاون کریں کیوں کہ امارت شرعیہ کی ملک میں ایک شناخت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ارباب حل وعقد نے جو فیصلہ کیا، اب میری ذمہ داری ہے کہ میں آپ تمام حضرات سے بیعت امارت لوں، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان پر بیعت لیا اور صلح حدیبیہ میں بھی عہد لیا تھا، اس کے بعد حضرت امیر شریعت نے بیعت کے کلمات دہرائے اور سبھوں نے ان کلمات کو اپنی زبان سے ادا کیا۔ آپ نے ان الفاظ میں لوگوں سے بیعت لیا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایمان لایا میں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ——— میں عہد کرتا ہوں کہ ہر مرحلہ میں امیر کی اطاعت کروں گا، امیر کے ہر جائز احکام میرے لیے واجب العمل ہوں گے، اگر حکم ناجائز یا حرام کا ہوگا تو میں اس کو انجام نہیں دوں گا ——— اللہ ہمیں اس عہد پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

اس کے بعد حضرت امیر شریعت نے مجلس کے شرکاء سے وسعت نظر کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت بتلائی اور کہا کہ ہم لوگ چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھے رہتے ہیں اور بہت سے اہم بنیادی مسائل کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مغربی میڈیا اور ملک کی الیکٹرونک میڈیا ہماری شبیہ کو مستقل خراب کرتی رہتی ہے، ہم کو اس پہلو پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے، یہ ملک ہمارا ہے، اس کو مستحکم کرنا ہماری ذمہ داری ہے، ماضی میں تفاوت کی وجہ سے ملک تقسیم ہوا، اگر ہم تعلیم کے میدان میں ترقی یافتہ قوموں کی صف میں کھڑے ہوں، تو ہمارا ابھی یہاں ایک سیاسی وزن ہو سکتا ہے، سیاست میں بھی ہماری نمائندگی گھٹتی جارہی ہے، اس پر بھی ہمیں خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمارے جو دار القضاء ہیں، وہ مسلم آبادی کے تناسب سے بہت کم ہیں، ہمیں مسلم آبادی کے پیش نظر دار القضاء کے قیام پر توجہ دینی ہے، ملک میں بے روزگاری اور مہنگائی بڑھتی جارہی ہے، لاکھوں لوگ بغیر کھائے پیے سو جانے پر مجبور ہیں، وقت آپ کا بھی مسئلہ پیدا ہوتا جارہا ہے، دوائیں کون بنائے گا، یہ سب وہ پہلو ہیں، جنہیں ایک ذمہ دار امت کی حیثیت سے ہمیں سوچنا ہے۔ ہم کو اپنی نئی نسل کی تعلیم وتربیت پر بھی خصوصی توجہ دینی ہے۔ اس کے لیے ہمارے پاس ایک ڈائنا مک آرگنائزیشن ہونا چاہئے۔ آخر میں حضرت نے دل کو قرآن سے جوڑنے اور کثرت سے تلاوت کرنے پر توجہ دلائی۔

اس موقع پر افتتاحی خطاب میں نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے مندوبین کرام کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ جن مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے یہاں تشریف لائے اس کے لیے ہم آپ کے بے حد ممنون ومشکور ہیں۔ اللہ آپ سب کی آمد کو قبول فرمائے، آپکا یہاں آنا ایک عظیم مقصد کے تحت ہے، یہ امارت شرعیہ ملت کا دھڑکتا ہوا دل ہے، اس کی روشنی ملک کے چپے چپے میں پھیلی ہوئی ہے، جب ملت اسلامیہ کی کشتی بھنور میں تھی تو اس وقت ملت کے لیے دل درد مند رکھنے والے صاحب بصیرت عالم دین مفکر اسلام حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے اندر خود اعتمادی پیدا کر ان کی عظمت رفتہ کو بحال کرنے کے لیے امارت شرعیہ کی بنا ڈالی اور اس پلیٹ فارم سے پوری ملت کی رہنمائی کرتے رہے، خود امیر نہ بنے، دوسروں کو امیر بنایا، یہ ان کی اخلاص وللہیت تھی۔ امارت شرعیہ کی خوش قسمتی ہے کہ اس کو تاریخ کے ہر دور میں مخلص افراد ملتے رہے، جنہوں نے مسلک ومشرب سے بلند ہو کر کلمہ کی بنیاد پر اتحاد کا پیغام دیا۔ اس موقع پر نائب امیر شریعت نے اسلام کے نظام عبادت کی روح یعنی اجتماعیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی نے اجلاس کی نظامت کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت پورا ملک ہم لوگوں کو دیکھ رہا ہے، ہمارے فیصلے پر سب کی نگاہ ہے، اس فیصلے کے اثرات نہ صرف ہم پر بلکہ ہماری آنے والی نسلوں پر بھی پڑیں گے۔ اس لیے ہم سب لوگ اتفاق رائے سے امیر شریعت کا انتخاب کریں، اور جو بھی ہمارے امیر منتخب ہوں سمع وطاعت کے جذبے کے ساتھ ان کی اتباع کریں۔ امیر شریعت آسام وشمال مشرقی ہندوستان حضرت مولانا محمد یوسف علی صاحب قاسمی صاحب نے کہا کہ خوش نصیبی ہے کہ میں یہاں حاضر ہوا، میری زندگی کا یہ تاریخی لمحہ ہے کہ مجھے امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ارباب حل وعقد کے روبرو ہونے کا موقع ملا۔ انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ ملک میں قائم ہونے والی تمام امارت شرعیہ کی اساس اور بنیاد ہے اگر امارت شرعیہ بہار کا قیام نہ ہوتا تو ملک میں کہیں بھی امارت شرعیہ کے قیام کی راہ ہموار نہ ہوتی۔ امیر شریعت کرناٹک حضرت مولانا صغیر احمد رشادی صاحب نے وحدت و اجتماعیت کے ساتھ انتخاب امیر کی ضرورت بتلائی اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ نے سب سے پہلے امیر المومنین کا انتخاب فرمایا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ سے ڈرو اور جب کسی کو امیر بناؤ تو اس کی اطاعت کرو۔ الحمد للہ اچھے اور پرسکون ماحول میں ارباب حل وعقد کا یہ اجتماع مکمل ہوا، مجلس استقبالیہ کے صدر جناب احمد اشفاق کریم نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا، اور پولیس انتظامیہ کی فعالیت اور ماحول کو خوشگوار بنانے میں تعاون کرنے کی تحسین کی، اس موقع پر مولانا انیس الرحمٰن قاسمی سابق ناظم امارت شرعیہ نے نو منتخب امیر شریعت کو مبارک باد دی اور اتحاد فکر وعمل کے ساتھ کام کو آگے بڑھانے کی ضرورت بتلائی، یہ اجلاس صبح گیارہ بجے مولانا اسعد اللہ قاسمی صاحب مبلغ نقیب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا، مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب نے نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا، آخر میں سات بجے شام میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ اجلاس کو کامیاب بنانے میں امارت شرعیہ کے جملہ ذمہ داران وکارکنان مقامی افراد اور حکومت کے اہل کاروں کا بھرپور تعاون رہا، خاص طور سے مقامی ایس پی، ایس ڈی ایم اور تھانہ انچارج نے نظم ونسق کو بہتر بنانے میں اہم رول ادا کیا۔

اچھی باتیں

''اگر آپ سورج کی طرح چمکنا چاہتے ہیں تو پہلے سورج کی طرح جلنا سیکھیں ☆ جب اندھیرا ہونے لگے تو کسی کا دیا دیے میں چپکے سے تیل بھر دیا کرو، تمہاری ذات کی روشنی بھی کم نہیں ہوگی ☆ جب تک آپ کے پاس مقصد تک پہنچنے کی طاقت ہے اس وقت تک مایوس نہ ہوں، انتظار بہت تکلیف دہ ہے، لیکن افسوس اس سے زیادہ تکلیف دہ ہے ☆ صفر کے معنی کوئی نہیں سمجھتے تو ہم پر تی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ☆ خواہشات کے پاؤں چادر سے باہر نکل جائیں تو پھر سکون نصیب نہیں ہوتا۔'' (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''جونک علم کا جواب علم، دلیل کا جواب دلیل اور منطق کا جواب منطق سے دینے پر قادر نہیں ہوتے وہ بدگمانی، بد زبانی، ہتک عزت، مقدمہ بازی اور مار پیٹ تک پر اتر آتے ہیں، حالاں کہ اہل علم کے نزدیک یہ ان کی جہالت کا اقرار ہوتا ہے، اس کی مثال کھسیانی بلی کھمبا نوچے بھی ہوتی ہے، اس سے زیادہ نہیں، ایسی نازیبا حرکتوں سے نامہ اعمال سیاہ ہوتا ہے، جس سے آخرت کی رسوائی اور دنیا میں رسوائی ملتی ہے۔'' (منقول)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ——— رسول اللہ کی باتیں

مولانارضوان احمد ندوی

اسلامی معاشرہ کی تشکیل

”اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑپڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو، پھر اگر ایک فریق دوسرے فریق پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والوں سے لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ پر آجائیں، پھر اگر وہ رجوع کرلیں تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف سے کام لو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں“ (سورۃ الحجرات، آیت:۹)

مطلب: قدرت نے انسانی نظام کی تخلیق میں ہر شخص کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں کو ایک دوسرے سے جداگانہ رکھا ہے اس نے کسی کے مزاج میں نرم روی رکھی ہے اور کسی کی طبیعت میں گرمی جو کہ فطرت انسانی کا ایک حصہ ہے، چنانچہ جب دو دماغ آپس میں ملتے ہیں تو بشری تقاضوں کی بنیاد پر ان میں اختلاف رائے پیدا ہو جاتا ہے جو بسا اوقات باہم مخاصمت کی نوبت تک پہونچ جاتی ہے، اگر حالات اس طرح کشیدہ ہو جائیں تو آپ ثالث بن کر ان دونوں جماعتوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کریں تا کہ اختلاف رفع ہو جائے اور معاشرہ میں اخوت و بھائی چارگی عام ہو، مسلمانوں کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والے اللہ کے یہاں اجر وثواب کے مستحق ہوں گے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے، کیونکہ اسلام انسانی معاشرہ میں خانہ جنگی کو قطعی برداشت نہیں کرتا ہے، اس لئے وہ اختلافات وتنازعات کے موقعہ پر صلح وآشتی کرانے کا پیغام دیتا ہے، آیت میں فاصلحوا کی تعبیر بتلاتی ہے کہ صلح میں کسی فریق کی کمی بیشی ہوسکتی ہے، اس وقت دونوں فریق کو ایثار کے جذبہ سے معاملہ کو حل کرلینا چاہئے تا کہ دلوں کی دوریاں ختم ہوسکیں ہاں اس وقت مصلح کو کسی طرح کی طرفداری سے گریز کرنا چاہئے وہ ادھر ادھر نہ جھکے، اگر صورت ایسی ہے کہ دونوں فریق کوئی شرعی حجت رکھتے ہیں اور یہ متعین کرنا دشوار ہو رہا ہے کہ ان میں کون حق پر ہے اور کون ناحق، وہاں جس شخص کو کسی ایک کے عادل ہونے کا ظن غالب ہو وہ اس کی مدد کرسکتا ہے اور جس کو کسی جانب رجحان نہ ہو وہ دونوں سے الگ رہے اور اگر یقینی طور پر معلوم ہو کہ فلاں شخص حق پر ہے تو اس کے لئے جدو جہد کرے، اگر جدو جہد کے بعد کوئی گروہ شریعت کی میزان سے انکار کرے اور صلح کی کوشش کو ٹھکرا دے تو اس کے لئے قرآن مجید نے حکم دیا کہ اگر ایک فریق صریح ظلم وزیادتی پر تلا ہوا ہے تو مظلوم کی مدد کی جائے تا کہ زیادتی کرنے والا بھی اللہ کا حکم ماننے پر مجبور ہو جائے اور آخری بات آیت میں یہ کہی گئی کہ چاہے، جو ہو جائے عدل وانصاف کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہے یعنی ایسی صلح نہ ہو جو کھلی ہوئی نافرمانی یا شریعت کی حکم عدولی پر مبنی ہو، اکثر یہ دیکھا گیا کہ بہت سے جھگڑے غلط فہمیوں کی بنیاد پر رونما ہوتے ہیں، جنہیں لوگ بڑھا چڑھا کر ایک دوسرے کے خلاف نفرت پیدا کرتے ہیں، اسی لئے پہلے حقیقت حال سے پوری طرح واقفیت حاصل کرلینی چاہئے، موجودہ حالات میں ہم سب کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ ہماری بے احتیاطی اور بے جا الزام تراشی سے مسلم معاشرہ خانہ جنگی کا شکار ہو جائے، ضرورت متقاضی ہے کہ ہم سب اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور معاشرہ کو صالح اور صحت مند معاشرہ تشکیل دینے کی کوشش کریں۔

سب سے برا آدمی

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ قیامت کے دن سب سے برا اس شخص کو پاؤ گے جو دو چہروں والا ہوگا کہ ان لوگوں کے پاس ایک رخ سے آتا ہو اور دوسروں کے پاس دوسرے رخ سے جاتا ہو“ (مشکوۃ شریف)

وضاحت: دو شخصوں کا دوست بن کر ایک کی بات دوسرے تک پہونچانا اور ان دونوں کے تعلقات کو خراب کرنا دورخا پن ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جس کے دو رخ ہوں گے قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی یہ گویا اس کی اس عادت ذمیمہ کی تمثیل ہوگی کہ وہ لوگوں سے دو رنگ کی باتیں کیا کرتا تھا، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے لکھا ہے کہ دو رخ کے لئے صرف ایک کی بات دوسرے تک پہونچانا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر ایک شخص سامنے ایک کی تعریف کرے اور اس کے پاس سے نکلے تو اس کی ہجو کرنے لگے تو بھی وہ دورخا کہلائے گا، منافق میں جو خصوصیات پائی جاتی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے، اسی لئے صحابہ کرام اس کو بھی نفاق سمجھتے تھے، ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا گیا کہ ہم لوگ امراء اور حکام کے پاس جاتے ہیں تو کچھ کہتے ہیں اور جب ان کے یہاں سے نکلتے ہیں تو کچھ کہتے ہیں، بولے ہم لوگ عہد رسالت میں اس کا شمار منافق میں کیا کرتے تھے (سیرۃ النبی:٦) عہد نبوت میں منافقین اپنے نفاق کو چھپا کر مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم تو ایمان لے آئے ہیں اور جب منافقوں کے سرداروں سے ملتے جلتے تھے تو انہیں یقین دلاتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو مسلمانوں کے ساتھ محض مذاق کررہے ہیں، ایسے منافق قیامت کے دن سخت سزا کے حق دار ہوں گے اور دنیا میں ذلت وحقارت کی زندگی گذاریں گے، اس سے معلوم ہوا کہ مداہنت، چاپلوسی اور منافقت یہ بہت بری خصلت ہے، اس سے ہر مومن بندہ کو بچنا چاہئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے نفاق اور مداہنت کے اس دلدل سے محفوظ رہنے کے لئے کچھ راہیں بتلائی ہیں، ایک بار جب بنو عامرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وتعریف کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بالکل نہیں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اس مقام سے بلند کردو جو مجھے اللہ نے عطا کیا ہے، میں محمد ہوں، عبد اللہ کا بیٹا، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی کی تعریف کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی، اگر کسی کو اپنے بھائی کی تعریف کرنا ضروری ہو تو یوں کہے میں اسے ایسا سمجھتا ہوں اگر واقعی ان میں وہ خوبیاں موجود ہوں، اس کا حساب کرنے والا اور اجر دینے والا تو اللہ ہے اور یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں شخص اللہ کے نزدیک اچھا ہے، دو منہ والے کا بھی یہی طرز عمل ہوتا ہے، ایک کے ساتھ مل بیٹھ کر اس کی تعریف کرتے ہیں اور دوسرے کی برائی بیان کرتے ہیں اور پھر دوسرے کے پاس جاتے ہیں تو پہلے والے کی برائی بیان کرتے ہیں اور سامنے والے کی تعریف کرتے ہیں، جس کی شریعت میں ممانعت آئی ہے جس سے ہر کوئی کو بچنا چاہئے۔

دورنگی خوب نہیں یک رنگ ہو جا
سراپا موم ہو یا سنگ ہو جا

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

جشن عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت:

۱۲ربیع الاول کو جشن عید میلاد النبی منانا، روضہ مبارکہ کی شبیہ بنانا اور جلوس کی شکل میں سڑکوں پر اتر کر نعرہ بازی کرنا، شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجــــــواب و باللّٰہ التـــــــوفیق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ایمان کا لازمی حصہ ہے، اس کے بغیر کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"لا یـؤمن أحدکم حتی اکون احب إلیہ من والدہ و ولدہ و الناس احمعین " (صحیح البخاری :۱/۷؛ باب حب الرسول صلی اللہ علہ وسلم من الإیمان)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مکمل عمل کیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ زندگی کو پورے طور پر اپنایا جائے اور ہر اس عمل سے گریز کیا جائے جو کتاب وسنت، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین سے ثابت نہ ہو۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "علیـکـم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا و عضوا علیھا بالنواجذ" (ابو داؤد :۲/٦۳۵)

بارہ ربیع الاول کو جشن عید میلاد النبی منانا چند وجوہ سے جائز نہیں ہے۔

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات اکثر مورخین کے نزدیک ۱۲ربیع الاول ہے، جب کہ تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے، راجح قول ۹ربیع الاول کا ہے۔ (رحمۃ للعالمین/۴۰، الرحیق المختوم)

جب تاریخ وفات ۱۲ربیع الاول ہے تو اس تاریخ میں جشن کس پر منایا جارہا ہے، وفات پر یا ولادت پر؟ اگر تاریخ ولادت بھی ۱۲ربیع الاول ہی کو مان لیا جائے پھر بھی اس تاریخ میں جشن منانا اور اس کو عید کا دن قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں ہے، کیوں کہ اس تاریخ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سانحہ ارتحال امت کے لیے بڑا المناک سانحہ ہے، اس سے بڑھ کر کوئی حادثہ نہیں ہوسکتا اور حادثہ کے موقع پر جشن منانا ایک سچے محب رسول کے شایان شان نہیں ہے۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی نہ تو خود اپنا یوم ولادت منایا، نہ اپنی بیٹیوں یا نواسوں کا نہ کسی اور کا، اور نہ حضرات صحابہ کرام کو یوم ولادت منانے کا حکم دیا، نہ خود حضرات صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا جشن منایا، نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور نہ ہی آپ کے وصال کے بعد، جب کہ وہ حضرات ہم سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی، آپ سے محبت کرنے والے، آپؐ پر اپنی جان نچھاور کرنے والے اور آپ کی سنتوں پر مضبوطی سے عمل کرنے والے تھے، جشن ولادت منانے کا ثبوت دور دور تک کتاب وسنت، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین، تابعین وسلف صالحین سے نہیں ملتا، یہ بعد کے لوگوں کی ایک من گھڑت رسم اور ایجاد ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک "مـن أحدث فی أمرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردٌّ" (صحیح البخاری :۱/۳۷۱؛باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فھو مردود) اور"و ایـاکمو محدثات الامور فإن کل محدثۃ بدعۃو کل بدعۃ ضلالۃ" (ابو داؤد :۲/٦۳۵؛ کتاب السنۃ) کا مصداق ہے۔

۳۔ جشن ولادت کے جلوس میں شریک لوگ نماز جیسی اہم عبادت کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں میوزک اور باجے کے ساتھ نعرہ بازی کرتے ہیں، سڑکوں کو جام کرتے ہیں، اور لوگوں کی ایذا رسانی کا سبب بنتے ہیں، روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ بنا کر اس کی حرمت کو پامال کرتے ہیں، ظاہر ہے اسلام جیسا پاکیزہ مذہب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی روشن شریعت ان چیزوں کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتی اور نہ ہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کا تقاضہ کرتا ہے۔

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منانا غیروں کے برتھ ڈے منانے کے مشابہ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیروں کی مشابہت سے احتراز کا حکم دیا ہے۔ "مـن تشبـہ بـقـوم فـھـو منھم" (سنن ابی داؤد کتاب اللباس:۲/۵۵۸) اس کے علاوہ اکابر مفتیان کرام کے فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں:

۵۔ فقیہ اعصر مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"عید ملاد یا جشن میلاد کے نام سے مخصوص تاریخ ولادت میں یا کسی اور تاریخ میں منانے کے واسطے نہ تو قرآن پاک میں کوئی نص ہے، نہ حدیث میں نہ صحابہ کرام یا تابعین عظام یا مجتہدین امت خیر الانام کی قولی یا فعلی ہدایات میں کہیں اس کا وجود ہے۔ قرون اولی میں اس تقریب کا وجود نہ تھا، حالانکہ اس زمانہ کے مسلمان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ تعلق اور فدا کاری ومحبت میں اعلیٰ درجہ پر فائز تھے، اور دوسری قوموں کو اپنے پیشواؤں کے یوم ولادت پر خوشی کی تقریبیں مناتے ہوئے دیکھتے تھے۔ مگر ان کو کبھی اس ایجاد کی طرف توجہ نہیں ہوئی" (کفایت المفتی :۱/۱۵۵)

٦۔ یہ محفل چونکہ زمانہ فخر عالم علیہ السلام میں اور زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور زمانہ تابعین وتبع تابعین اور زمانہ مجتہدین علیہ الرحمہ میں نہیں ہوئی، اس کی ایجاد چھ سو سال بعد کے ایک بادشاہ نے کیا، اس کو اکثر اہل تاریخ فاسق لکھتے ہیں، لہذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے۔ (تالیفات رشیدیہ/۱۱۲)

مذکورہ تحریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جشن عید میلاد النبی منانا شرعاً صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز کیا جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت مبارکہ کو حرز جان بنایا جائے، یہی آپ پر فدائیت اور آپ کی محبت کی سچی دلیل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 40 مورخہ ۴؍ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۱؍اکتوبر ۲۰۲۱ء روز سوموار

ماہ ربیع الاول

ربیع الاول کا مہینہ آ گیا، یہی وہ مہینہ ہے جس میں دعائے خلیل اور نوید مسیحا مجسم شکل میں ہمارے سامنے آیا، اور پوری دنیا کے سسکتے اور ظلم وجور سے تڑپتے ہوئے انسانوں کے لئے ابر رحمت اور رحمۃ للعالمین بنا کر اللہ رب العزت نے اس دنیا میں بھیجا، للعالمین کا مطلب سارے جہاں کے لیے، یعنی آپ کی رحمت صرف انسانوں ہی پر نہیں تمام مخلوقات پر تھی اور آپ نے ایسے اصول ودستور دنیا کو دیے جس پر چل کر انسان ہر دور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رحمت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، جو اسلام کی شکل میں قیامت تک کے لیے بغیر کسی تبدیلی کے ہمارے درمیان موجود ہے۔

اس احسان وکرم اور رحمت کا تقاضہ ہے کہ ہم کوئی ایسا کام نہ کریں جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار ہوا کرتا تھا، اس ماہ میں بہت سارے ایسے کام ہوتے ہیں، جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، ان کاموں سے ہمیں ہر حال میں بچنا چاہیے، کرنا چاہیں تو کثرت سے درود شریف پڑھنے کی عادت ڈالیے، سیرت پاک پر کسی مکمل کتاب کا مطالعہ کیجئے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو مجلسی گفتگو کا موضوع بنائیے، اس کے لیے سوشل میڈیا کے استعمال کے بڑے مواقع ہیں، اسلام پر دوسروں کی طرف سے جو بے جا اعتراضات کیے جاتے ہیں، اکابر علماء کی کتابوں سے اس کا جواب نقل کر کے لوگوں تک پہونچایئے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اپنی زندگی سنت کے مطابق گذاریے، جس کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ یہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے، الفاظ چاہے نہ بولیں کوشش کیجئے کہ آپ کی زندگی بولنے لگے۔

اعلیٰ اخلاقی اقدار اپنائیے

بے راہ روی، جھوٹ، غیبت، چغل خوری، طعن وتشنیع، بدکلامی، تہمت وبہتان تراشی نے سماج کو ایک ایسے راستے پر ڈال دیا ہے، جس کا نتیجہ دنیا میں بربادی، تباہی اور شرمندگی نیز آخرت میں ان گناہوں کی پاداش میں بغیر توبہ کے مر گیا تو جہنم ہے، المیہ یہ ہے کہ ان بُری عادتوں اور خصلتوں کو گناہ سمجھا بھی نہیں جارہا ہے، جس کی وجہ سے ان گناہوں سے واپسی کا خیال نہیں آتا اور اصرار بڑھتا جارہا ہے۔

اپنے اعمال کا تجزیہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ جھوٹ ہماری گفتگو کا جز ولاینفک بن گیا ہے، ہماری کوئی مجلس غیبت، چغل خوری سے پاک نہیں ہوتی، گالی، بدکلامی، لعنت وملامت اور بغیر تحقیق کے تہمت وبہتان تراشی میں ہم آگے ہیں، دوسروں کو رسوا کرنے کے لیے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں، سوشل میڈیا کے اس دور میں ہر ایرے غیرے کا ہاتھ موبائل کے کی بورڈ (Key Bord) پر ہے اور جو چاہے لکھتا چلا جاتا ہے، اس آزادی نے لوگوں کی پگڑیاں اچھالنے کے کام کو آسان کر دیا ہے، پگڑیاں اچھل پاتی ہیں یا نہیں، لیکن اپنے نامۂ اعمال میں ان رذیل حرکتوں کا گناہ تو درج ہو ہی جاتا ہے۔

اللہ کی پناہ! ذرا سوچئے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا سچ میں راہ نجات ہے، اور جھوٹ ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے، ہم نے ہلاکت والے راستے کو اپنا لیا ہے جس کی وجہ سے اللہ کی لعنت کے مستحق ہو رہے ہیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے، لعنة الله على الكاذبين. اگر ہم سچ نہیں بول سکتے، اس کی ہمت نہیں جٹا پاتے تو کم سے کم خاموش رہنا ہی سیکھ لیں، کیوں کہ خاموشی بڑا ہتھیار اور نجات کا ذریعہ ہے، من سكت نجا و من صمت نجا میں یہی بات کہی گئی ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ مسلمانوں کی زندگی میں جھوٹ کے لیے کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیے اور سچ کو ہی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا چاہیے، یہ بہت طاقت ور ذریعہ ہے، سچ کبھی شکست نہیں کھاتا، جھوٹ کے مقدر میں ہار ہے، ہوسکتا ہے اس ہار تک پہونچنے میں جھوٹے کو تھوڑی دیر لگ جائے۔

خود غرضی بھی ہماری زندگی کو بری طرح متاثر کرتی ہے، خود غرض آدمی اپنے علاوہ کچھ اور دیکھ ہی نہیں پاتا ہے، اس مرض کا شکار نہ اپنے خاندان کے سلسلے میں مخلص ہوتا ہے اور نہ ہی ملک، ادارے تنظیموں، جماعتوں، جمعیتوں کے کام کا رہتا ہے، اس کی سوچ کا مرکز ومحور صرف یہ ہوتا ہے کہ ہمارا کس میں فائدہ ہے، حالاں کہ طریق یہ ہونا چاہیے کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں، جن اداروں اور تنظیموں سے ہمارا تعلق ہے، اس کی محبت اور قدر ہماری زندگی میں سمائی ہوئی ہو کہ ہماری ذات اور منفعت کی اس طرح نفی ہو جائے کہ محبت کا پلڑہ ملکی اور ملی مفاد میں جھک جائے، ہمارے اکابر نے ہمیں اسی بات کی تعلیم دی ہے۔

دنیاوی زندگی میں مکافات عمل کا اصول کارفرما ہے، جو بوئیں گے وہی کاٹیں گے، نظیر اکبرآبادی نے کہا ہے کہ کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے/کیا خوب سودا نقد ہے، اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے، یہی مکافات عمل ہے، سورج پر تھوکنے کا عمل اپنی پیشانی پر اس تھوک کا واپس آنا ہے، اس لیے اس طرح کا کوئی عمل اپنے احمق ہونے کا اعلان ہے، یہ بات صحیح ہے کہ انسان نفسیاتی طور پر اپنے خلاف کیے گئے کاموں اور تحریروں کا جواب دینا چاہتا ہے، لیکن ہمیں یہ بات خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ کتا اگر کاٹ لے تو ہم بدلے میں کتے کے کاٹنے کو شریفانہ عمل نہیں سمجھتے۔

ایسے موقعوں سے غصہ کو پی جانا اور معاف کر دینا شریفانہ عمل ہے، و الكاظمين الغيظ و العافين عن الناس میں ہمیں اسی کی تلقین کی گئی ہے، معافی سے ہمارے تحمل اور برداشت کا پتہ چلتا ہے، حسد اور نفرت جیسے قبیح عمل سے ہم محفوظ رہتے ہیں، کیوں کہ یہ چیزیں جب ہمارے اندر داخل ہو جاتی ہیں تو یہ دیر سویر ہمارے زوال کا ذریعہ بنتی ہیں، لیکن جب ہم عفو ودرگذر سے کام لیتے ہیں تو محبت والفت کا ایک سمندر ہمارے دل ودماغ میں جوش مارتا ہے، اور اس کا فائدہ ہماری سوچ کو ہی نہیں ہمارے جسم ودماغ کو بھی پہونچتا ہے، ہم خود بھی خوش رہتے ہیں اور دوسروں تک خوشیاں پہونچانے کا کام کرتے ہیں۔

ہماری عادت دوسروں میں برائیاں تلاشنے کی ہو گئی ہے، جس طرح مکھیاں پورے جسم کو چھوڑ کر صرف گندی جگہ، پھوڑے پھنسی اور زخموں پر بیٹھا کرتی ہیں، اسی طرح ہماری نگاہ انسانوں کے کمزور پہلوؤں کی طرف لگی رہتی ہے، اس آدمی کے اندر لاکھ خوبیاں ہوں، لیکن مرکز نگاہ خامیاں ہوا کرتی ہیں، خامیوں کی نشان دہی کرتے وقت ہم یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ جب ایک انگلی کسی کی طرف ہم اٹھاتے ہیں تو تین انگلیاں خود ہماری طرف ہوتی ہیں اور پوچھ رہی ہوتی ہیں کہ کبھی اپنا بھی جائزہ لیا ہے کہ تمہارے اندر کتنے عیوب ہیں، آپ کی سوچ کا اثر سامنے والے کے کردار پر پڑتا ہے، آپ کسی کو ہر وقت کہیں گے کہ آپ بیمار سے لگتے ہیں، کچھ دن کے بعد وہ واقعی بیمار ہو جائے گا، لیکن جب آپ اسے بار بار صحت کا پیغام سنائیں گے تو کم از کم وہ ذہنی مریض بننے سے بچ جائے گا، آپ نے اپنے بچے کو بار بار کند ذہن کہا تو وہ کند ذہن ہو جائے گا، اس کے سمجھنے کی طاقت دن بدن کم ہوتی چلی جائے گی، اس لیے دوسروں میں اچھائیاں تلاش کیجئے، اس کا ذکر کیجئے، اگر آپ کسی کو بار بار ناکارہ کہتے ہیں تو اس کی کارکردگی میں یقیناً کمی آئے گی، لیکن آپ نے اس کی چھوٹی محنت کی تعریف کر دی تو اس کی فعالیت میں بے پناہ ترقی ہوگی، آپ کارکردگی بڑھانے کا کام کیجئے، ناکارہ بنانے کا نہیں۔

اس سلسلے کی آخری بات یہ ہے کہ خود کو بدلنے کا مزاج بنائیے، اصلاح کا کام خود سے شروع کیجئے، سماج میں آپ جو تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں، اعلیٰ اخلاقی اقدار کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو کام کا آغاز خود سے کیجئے، اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ اپنی اصلاح کیجئے، پھر عزیز واقربا کی کیجئے اور پھر خاندان، اور سماج کی طرف تدریجا بڑھیے انذر عشيرتك الاقربين اور يايها الذين آمنوا قوا انفسكم و اهليكم نارا میں یہی بات کہی گئی ہے، کاش ہم اس راز اور کام کے اس طریقہ کو سمجھ کر اپنی زندگی میں اتار پائیں۔

خوں ریزی

کسانوں نے مرکزی حکومت کے ذریعہ بنائے تین زرعی قانون کے خلاف جو احتجاج اور مظاہرے شروع کیے تھے، اس کو اب سال بھر ہونے والے ہیں، شروع میں مرکزی حکومت نے کئی دور کی بات چیت کسانوں سے کی، لیکن حکومت کے اڑیل رویے کی وجہ سے ان مذاکرات کا کوئی فائدہ نہیں ہوا اور تحریک زور وشور سے اب بھی جاری ہے، سپریم کورٹ نے بھی آمد ورفت میں عام لوگوں کی پریشانی کے پیش نظر سخت رویہ اپنایا ہے، اور دہلی کے جنتر منتر پر احتجاج کی اجازت دینے سے صاف منع کر دیا ہے۔ اس کے باوجود کسانوں کے حوصلے پست نہیں ہوئے ہیں اور وہ تینوں زرعی قوانین کی واپسی تک اپنے احتجاج کو جاری رکھنے کا عزم بالجزم کیے ہوئے ہیں۔ اس درمیان مختلف اسباب کی وجہ سے بہت سارے کسانوں کی جانیں جا چکی ہیں۔

تازہ واقعہ لکھیم پور کھیری کا ہے، یہاں مرکزی وزیر اجے مشرا ٹینی کے بیٹا اشیش مشرا نے کسانوں کے اوپر اپنی گاڑی دوڑا دی، جس سے چار کسانوں کی جان گئی، بدلے میں کسانوں نے بھی بھاجپا کے چار کارندوں کو مار گرایا، دونوں طرف سے دو گھنٹہ تک ہنگامہ ہوتا رہا، بات صرف اتنی سی تھی کہ کسان اجے مشرا کے گاؤں بن ویر پور میں کشتی مقابلے کا افتتاح کرنے جارہے اتر پردیش کے نائب وزیر اعلیٰ کیشو پرساد موریہ کو کالا جھنڈا دکھانا چاہتے تھے، یہ بات اجے مشرا کو بُری لگی، اس نے چار روز قبل ہی کسانوں کو کہا تھا کہ سدھر جاؤ ورنہ تم لوگوں کو سدھارنے میں صرف دو منٹ لگیں گے، چنانچہ کسانوں کے ذریعہ احتجاج درج کراتے ہوئے اشیش مشرا نے ان پر گاڑی دوڑا کر چار کسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور دس کسان بری طرح زخمی ہو گئے، جن کا علاج اسپتال میں چل رہا ہے، گو مرکزی وزیر راج مشرا نے اپنے بیٹے کو اس واقعہ میں ملوث ہونے سے صاف انکار کر دیا ہے، کسان نیتا راکیش ٹکیت نے وہاں پہونچ کر حالات کو سنبھالا اور حکومت کو جھکنے پر مجبور کیا، چنانچہ حکومت نے مہلوکین کے لیے فی کس پینتالیس لاکھ نقد، زخمیوں کو فی کس دس لاکھ، خاندان کے ایک فرد کو ملازمت، ہائی کورٹ کے جج کے ذریعہ جانچ کا اعلان کیا ہے، مرکزی وزیر اور ان کے بیٹے پر اف آئی آر درج کرلیا گیا ہے۔

اتر پردیش میں انتخاب کی آمد آمد ہے، اس لیے ساری سیاسی پارٹیوں کی ہمدردیاں کسانوں کو مل رہی ہیں، اور ہر پارٹی کے لوگ لکھیم پور کا رخ کر رہے ہیں، لیکن یوگی حکومت نے واقعہ کے دن مختلف سیاسی پارٹی کے لیڈران کو ان کے گھروں میں نظر بند کر دیا، اکھلیش کمار کی گرفتاری عمل میں آئی ہے، اور پرینکا نے سارے حفاظتی حصار کو توڑ کر آگے بڑھنا چاہا تو اسے بھی روک دیا گیا ہے، بعد میں بعض لیڈران کو وہاں جانے کی اجازت دی گئی، اب بھی ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اتر پردیش میں غیر اعلان شدہ ایمرجنسی نافذ ہے، علاقہ میں انٹرنیٹ سروس بند ہے اور لکھیم پور کھیری کے صحیح حالات باہر نہیں آپا رہے ہیں، حکومت کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو وہاں جانے دے، تاکہ صحیح حالات سے عوام واقف ہو سکیں، ورنہ عوامی احتجاج تو طوفان کی طرح ہوتا ہے وہ سارے حصار کو توڑ دیتا ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے۔

پاگل آندھی توڑ کے رکھ دیتی ہے بند دروازے کو
اندر آنا منع ہے لکھ کر لٹکانے کا حاصل کیا

سائبر کرائم میں پٹنہ آگے

این سی آر بی نے ۲۰۲۰ء میں بہار میں سائبر کرائم کی رپورٹ کو عام کیا ہے اس کے مطابق بہار کے تمام اضلاع کی بہ نسبت سائبر کرائم میں پٹنہ سب سے آگے ہے، پٹنہ میں سائبر دھوکہ دہی کے ۲۰۲۰ء میں چار سو چھیاسٹھ معاملے درج ہوئے، دوسرے نمبر پر سارن ہے جہاں ایک سال میں سائبر کرائم کے نوے معاملات سامنے آئے، جن میں سے چھہتر معاملات ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ سے ٹھگی کے تھے، چودہ معاملات میں اے ٹی ایم کارڈ کو ٹھگیتی کا ذریعہ بنایا گیا تھا، اس کام میں تیسرا مقام ویشالی کو حاصل ہے، جہاں ایک سال میں چوراسی معاملات رکارڈ کئے گیے جو سب کے سب اے ٹی ایم کے ذریعہ دھوکہ دھڑی اور باقی کریڈٹ اور ڈیبٹ کارڈ کے ذریعہ مال اڑا لینے کے ہیں، بھاگلپور، کھگڑیا، نوگچھیا، پورنیہ، سہرسہ، شیخ پورہ اور سیوان میں سائبر کرائم کا کوئی معاملہ پورے سال درج نہیں ہوا۔

ملکی پیمانے پر تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہار سائبر کرائم کے اعتبار سے انیسویں نمبر پر ہے، انیس بڑے شہروں میں پٹنہ پانچویں نمبر پر ہے، پٹنہ میں سائبر جرائم کا گراف ۲ء۱۵ رفیصد ہے، پورے ملک میں بنگلور واس کام میں سبقت لے گیا ہے وہاں سائبر کرائم کا گراف ایک سو چار فی صد ہے، جبکہ دوسرے نمبر پر لکھنؤ ہے، جہاں سائبر کرائم کی شرح ۵ء۵۰ رفی صد ہے، جبکہ کرناٹکا میں سائبر کرائم کا ریٹ ۲ء۱۶ ر اور تلنگانہ میں ۴ء۱۳ رفیصد ہے۔

سائبر کرائم کی روک تھام کے لیے سخت انتظامات اور قوانین ہیں، اس کے باوجود مجرم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں، اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ کمی قانون میں نہیں، تنفیذ میں ہے، سختی سے قانون نافذ کیا جائے تو مجرمین کے حوصلے پست ہوں گے اور سائبر کرائم میں کمی آئے گی۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

قلم: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

قائد احرار مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانویؒ

قائد احرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانویؒ کا ۲؍صفر ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۰؍ستمبر ۲۰۲۱ء کو ساڑھے بارہ بجے شب لدھیانہ (پنجاب) کے ایک اسپتال میں انتقال ہوگیا، پس ماندگان میں دو لڑکے مولانا محمد عثمان رحمانی اور مجاہد طارق، ایک لڑکی نغمہ حبیب، اہلیہ اور دو بھائی عبید الرحمٰن اور عتیق الرحمٰن کو چھوڑا، جنازہ کی نماز ان کے جانشیں مولانا محمد عثمان رحمانی نے جمعہ کی صبح ساڑھے آٹھ بجے پڑھائی اور فیلڈ گنج چوک جامع مسجد کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی بن مولانا مفتی محمد احمد رحمانی بن رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن اول لدھیانوی (ولادت ۱۸۹۲ وفات ۱۹۵۶) بن مولانا محمد زکریا کی ولادت ۸؍مارچ ۱۹۵۸ء کو شفاعت منزل نزد سی ایم سی اسپتال لدھیانہ میں ہوئی، تعلیم وتربیت کے مراحل لدھیانہ میں اپنے والد ماجد مفتی محمد احمد صاحب رحمانی، مولانا عبداللہ صاحب لدھیانوی رحمہما اللہ سے طے کرنے کے بعد دہلی کا سفر کیا اور حضرت مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی رحمۃ اللہ سے عربی زبان وادب کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۸۰ء میں اکابر علماء کی موجودگی میں شاہی امام پنجاب کے منصب پر فائز ہوئے، اس موقع سے ان کے والد مولانا مفتی محمد احمد رحمانی لدھیانویؒ نے فرمایا کہ ''آج میں نے اپنا مشن مضبوط ہاتھوں میں دے دیا ہے، انشاء اللہ میرا بیٹا حبیب الرحمٰن ثانی ثابت ہوگا'' وہ اس منصب پر فائز ہونے والے نسلاً بعد نسل اپنے خاندان کے چھٹے فرد تھے۔

مولانا حبیب الرحمٰن ثانی کی شخصیت جہد مسلسل سے عبارت تھی، انہوں نے اپنے دادا رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن اول کے کام کو انتہائی جرأت وبیبا کی کے ساتھ جاری رکھا، پنجاب میں بہت ساری مساجد پر آزادی کے بعد غیروں نے قبضہ کر رکھا تھا، انہوں نے بڑی حکمت کے ساتھ بغیر جنگ وجدال کے ان مساجد کو آزاد کرا کر ان میں نماز قائم کرائی، ان کی محنت سے لدھیانہ کے جیل میں بھی مسجد کی تعمیر ہو سکی۔ وہ ایک جری اور بے باک قائد تھے، ان کی گفتگو اور تقریر میں اعتدال وتوازن ہوا کرتا تھا، لیکن اس اعتدال کے ڈانڈے کو انہوں نے کبھی بھی حکمت ومصلحت کے نام پر مداہنت تک نہیں پہونچنے دیا، وہ ارادہ کے پکے اور آزمائشوں کے موقع سے مستقل مزاجی اور استقامت کے پہاڑ تھے، ایثار وقربانی سے ان کی زندگی عبارت تھی۔

انہوں نے تحریک تحفظ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیوں کے خلاف جو تحریک چلائی اس کی وجہ سے پنجاب میں ارتداد کی لہر کو روکا جا سکا، وہ اپنے ساتھ ہر وقت تلوار رکھا کرتے تھے، تقریر وغیرہ کے موقع سے تو وہ شمشیر بکف بیٹھا کرتے تھے، ان کا شمار ملک کے قد آور رہنما اور باحوصلہ عالم دین میں ہوا کرتا تھا، وہ مجلس احرار اسلام کے قومی صدر، پنجاب کے شاہی امام اور سیکڑوں دینی تنظیم اور اداروں کے سرپرست تھے، اور ان کی ذات سے ان اداروں اور تنظیموں کو قوت ملتی تھی، کہنا چاہیے کہ وہ پنجاب کے مسلمانوں کے لیے خصوصی طور پر ایک ڈھال تھے، وہ حکومت کے ہر غلط فیصلے کے خلاف آواز بلند کرتے تھے، ان کی حق گوئی کی وجہ سے حکومتیں بھی ان سے خائف رہتیں، اور ان کا احترام کرتی تھیں۔

مولانا مرحوم کی ایک حیثیت پیر طریقت تھی، ان کے مریدین کی تعداد ہزاروں میں تھی، جن کی وہ سلوک وتصوف کی لائن سے تربیت کرتے تھے، وہ ایک خوش وضع اور خوش پوشاک اور نستعلیق انسان تھے، ان سے ملکر آدمی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ انہوں نے دعوت اسلامی کے لائن سے بھی بڑی خدمات انجام دیں، ایک موقع سے انہوں نے کاشی رام اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ بے انت سنگھ کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی، قادیانیوں اور شرپسندوں کی طرف سے ان پر کئی بار قاتلانہ حملہ ہوا، لیکن اللہ نے بچالیا، ان کے ملکی اور بیرونی دعوتی اسفار بھی ہوا کرتے تھے، ایک بار وہ چھٹے امیر شریعت مولانا سید نظام الدینؒ کے دور میں امارت شرعیہ بھی تشریف لائے تھے اور اسی آن بان شان سے آئے تھے جو ان کا طرۂ امتیاز تھا، شمشیر بکف کسی عالم کو پہلی بار میں نے امارت شرعیہ میں دیکھا، اس موقع سے میٹنگ روم میں مجلسی گفتگو بھی انہوں نے فرمائی تھی، ان کی گفتگو میں ملک کے موجود حالات سے نمٹنے کے لیے ایک عزم اور ایک حوصلہ تھا، قائدین سے وہ صاف صاف بات کہنے کے عادی تھے، جب سی اے اے، این آر سی پر دیو بند میں عورتوں کے احتجاج کو ختم کرنے کا کچھ بڑے علماء نے مشورہ دیا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ایسے بزدل علماء کو اہم منصب پر رہنے کا حق نہیں ہے، اس لیے انہیں استعفیٰ دینا چاہیے، وہ دین وسیاست کو ساتھ لے کر چلنے کے قائل تھے اور موجودہ بگاڑ کا سبب دین وسیاست میں دوری کو قرار دیتے تھے، وہ اقبال کی اس فکر کو پسند کرتے تھے کہ

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

مولانا مرحوم نے پوری زندگی ایک مجاہد کی طرح گزاری اور اپنے خلف میں مولانا عثمان رحمانی کو جانشیں بنا کر گیے، جو اپنے والد اور پردادا کی طرح جری ہیں، مختلف ملی مسائل پر آواز اٹھانے کی پاداش میں قید وبند کی صعوبتیں جھیل چکے ہیں، بجا طور پر توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے خاندانی روایات کو آگے بڑھائیں گے۔

اتنے بافیض عالم دین کا جدا ہوجانا بڑا ملی سانحہ ہے، ہم ان کے وارثان سے تعزیت کے ساتھ مولانا کے لیے مغفرت اور ترقی درجات کی دعا کرتے ہیں۔

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

کتابوں کی دنیا

قلم: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

حیات قطب الہند حضرت منورویؒ

مولانا اختر امام عادل قاسمی، فقہ وفتاویٰ اور تاریخ وتحقیق کے حوالہ سے ہندوستان کا ایک بڑا نام ہے، اہل علم ان کی فقہی بصیرت اور تاریخ وتحقیق کے میدان میں ان کی حکمرانی کے قائل ہیں، اس حوالہ سے ان کی کتابیں حیات ابو المحاسنؒ، حقوق انسانی کا اسلامی تصور، فقیہ عصر میر کارواں، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اپنے فقہی نظریات وخدمات کے آئینے میں، منصب صحابہ، تذکرہ حضرت آہ مظفر پوری، تذکرہ ابو المحاسن، موجودہ عہد زوال میں مسلمانوں کے لیے اسلامی ہدایات، غیر مسلم ملکوں میں مسلمانوں کے مسائل، مقام محمود، امتیازات سیرت طیبہ، قوانین عالم میں اسلامی قانون کا امتیاز خاص طور سے قابل ذکر ہیں، مولانا کی ایک اور کتاب قطب الہند حضرت منوریؒ، ابھی حال ہی طبع ہو کر آئی ہے، یہ دو جلدوں میں دس سو پچاس صفحات پر مشتمل ہے۔ دائرۃ المعارف الربانیہ جامعہ ربانی منورا شریف سے چھپی، یہ کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے، کتاب کے سرورق پر تعارف کراتے ہوئے اسے ''قطب الہند حضرت مولانا الحاج حکیم سید احمد حسن منوروی کی مکمل سوانح حیات اور مختلف سلاسل تصوف کی تاریخ وخصوصیات، وابستہ شخصیات اور مسائل ومصطلحات پر ایک جامع تحقیقی ودستاویزی مرقع'' قرار دیا گیا ہے، بات صحیح ہے، یہ کتاب معلومات کا خزینہ اور تحقیق کا بحر مواج ہے۔ اس میں جدید اصول تحقیق کی پوری رعایت کی گئی ہے، لیکن غیر ضروری ابواب اور مطبوعہ کتابوں کو اس کتاب کا حصہ بنا کر خواہ مخواہ بوجھل کیا گیا ہے، مطبوعہ کتابوں سلاسل تصوف اور مندرجات حواشی کو الگ رکھا جاتا تو اس کتاب کی جامعیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا، خوگر حمد کا یہ گلہ صاحب کتاب سے اس لیے ہے کہ جب ہم کسی کتاب میں ہر طرح کی معلومات جمع کرنے پر آتے ہیں تو کتاب ضخیم ہوجاتی ہے، لیکن موضوع پر قارئین کی گرفت کمزور ہوجاتی ہے اور مرکزی موضوع جس پر اصلا پوری توجہ مبذول رہنی چاہیے، ذہن سے نکل جاتا ہے۔ اسی لیے اہل علم کے یہاں یہ طریقہ مفقود ہے، یوں بھی ضخیم کتاب پڑھنے کے لیے لوگوں کے پاس نہ تو وقت ہے اور نہ ہی قوت خرید، اس لیے جن موضوعات کا تعلق جزوی ہو، اسے کتاب کا جز بنانا مفید نہیں ہوتا، اسے الگ سے کتابی شکل دینا زیادہ اہم ہے، تاکہ جب قاری اسے پڑھے تو پوری توجہ موضوع پر ہی مرکوز رہے۔ مولانا محترم نے معلومات کے جمع کرنے اور انسائیکلوپیڈیا بنانے کا سلسلہ تذکرہ حضرت مولانا عبد الشکور آہ سے شروع کیا تھا، حیات ابو المحاسن میں اسے باقی رکھا اور حیات قطب الہند میں یہ پورے عروج پر ہے۔

مولانا سے دوسرا شکوہ یہ بھی ہے کہ وہ جس محنت سے کتاب لکھتے ہیں، مطالعہ میں راتوں کی نیند حرام کرتے ہیں، اتنی نگرانی کمپوزنگ اور طباعت کی نہیں کرتے، اس لیے وہ ظاہری طور پر آنکھوں کو سرور نہیں بخشتیں، سادگی کا بھی اپنا ایک حسن ہوتا ہے، لیکن اس حسن کو نگاہوں میں بسانے کے لیے خوش سلیقگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ سیٹنگ پر مزید توجہ کی ضرورت تھی، کاغذ بھی ہلکا دیا گیا ہے، اتنی اہم کتاب کی طباعت اچھے کاغذ پر ہونی چاہیے تھی، کتاب کے سرورق اور اندر میں جو پتہ دیا گیا ہے وہ بھی ناقص ہے، منورا شریف ابھی اس قدر شہرت پذیر نہیں ہوا ہے کہ بغیر ضلع کے ذکر کے بھی لوگوں کا ذہن وہاں تک منتقل ہو سکے۔

کتاب کا آغاز حضرت امیر شریعت سابع مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ کے ایک خط سے ہوتا ہے، پھر مولانا کے والد بزرگوار مولانا سید محفوظ الرحمٰن قادری چشتی نقشبندی کے کلمات بابرکات ہیں، تین تقریظ علی الترتیب مولانا سید ارشد مدنی، مولانا مفتی ابو القاسم نعمانی مہتمم دار العلوم دیو بند، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، تعارفی تحریف مولانا مفتی عتیق احمد بستوی قاسمی دار العلوم ندوۃ العلماء اور حضرت مولانا سید محمد رابع الحسنی ندوی کے مقدمہ کو جگہ دی گئی ہے، یہ سلسلہ صفحہ ۵۵ تک پھیلا ہوا ہے، اس کے بعد بہار کی خانقاہوں اور سمستی پور کی تاریخ کے ساتھ وہاں کے چند مشاہیر کے تذکرے اور خدمات کو بھی قلم بند کیا گیا ہے، باب اول میں خاندانی پس منظر، گھریلو ماحول، باب دوم میں ولادت سے تعلیم وتربیت تک کے احوال ذکر کیے گئے ہیں، باب سوم اس کتاب کا سب سے طویل باب ہے، جس میں تعلیم روحانی وتزکیہ نفس کے ساتھ مختلف سلاسل اور اس سے متعلق شخصیات کا مفصل اور طویل تذکرہ کیا گیا ہے، مختلف سلاسل کو الگ کرنے کے لیے سلسلہ کا لفظ استعمال کیا گیا جو سلسلہ نہم پر جا کر ختم ہوتا ہے اور کتاب کے پانچ سو انچاس صفحات تک پھیلا ہوا ہے۔ باب چہارم: نکاح، ازواج واولاد، باب پنجم: سفر حرمین شریفین، باب ششم: علمی مقام اور خدمات، باب ہفتم خانقاہی زندگی۔ باب ہشتم وفات حسرت آیات، باب نہم آئینۂ حیات، باب دہم بعض اہم مسائل ومصطلحات تصوف۔ باب یازدہم خلفاء ومجازین۔ باب دوازدہم تالیفات وتصنیفات پر جا کر یہ کتاب پایہ تکمیل تک پہونچتی ہے۔ حواشی میں مندرج شخصیات نے بھی اچھی خاصی جگہ لے لی ہے، تحقیقی انداز کی وجہ سے ان کی تفصیل لکھی گئی ہے، لیکن مختصر لکھ کر بھی کام چلایا جا سکتا تھا۔

اکابر علماء میں مولانا ارشد مدنی صاحب مدظلہ نے اس کتاب کو پورے خطے اور عہد کی تاریخ اور قیمتی شاہکار قرار دیا ہے۔ مولانا مفتی ابو القاسم صاحب کی نظر میں معتبر، مستند اور بیش قیمت مرقع ہے، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ کتاب مکمل سوانح اور سلاسل تصوف کا جامع مرقع ہے، مولانا مفتی عتیق احمد بستوی نے اسے ایک شخصیت کی سوانح کے بجائے ایک انسائیکلوپیڈیا لکھا ہے، مرشد امت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے مقدمہ میں لکھا ہے۔

''انہوں (مولانا اختر امام عادل) نے بڑی تحقیق، جستجو، لگن اور جذبہ وفکر کے ساتھ اس کام کو انجام دینے کی فکر وکوشش کی، جس میں حضرت کے احوال وتذکرے کے ساتھ ان سے متعلق سلاسل وشخصیات کا اچھا تعارف بھی آگیا ہے۔ آخر میں حضرت کے خلفاء ومجازین کے احوال کا بھی ذکر ہے، اور شخصیات ومقامات پر اہم حواشی بھی، جس سے کتاب ساڑھے دس سو (۱۰۵۰) صفحات پر مشتمل ایک انسائیکلوپیڈیا بن گئی ہے''۔

نصاب شہادت اسلام میں دو پر ہی مکمل ہوجاتا ہے، یہاں تو نصف درجن یعنی تین نصاب شہادت اکابر علم وفضل اور آسمان علم وادب کے آفتاب وماہتاب کی مطبوعہ شکل میں موجود ہے، ایسے میں اس حقیر کی تعریف وتوصیف کا حاصل ہی کیا نکلے گا، اتنی بات ضرور ہے کہ مصنف کی تحقیق کی داد نہ دینا بے داد کے زمرے میں آئے گا، کتاب کے مندرجات کو پرکھنے کے لیے جس پایے کے علم کی ضرورت ہے، اس سے یہ ظلوم وجہول خالی ہے۔

دونوں جلدوں کی قیمت تیرہ سو روپے ہے، قوت خرید ہو تو مفتی ظفیر الدین اکیڈمی جامعہ ربانی منورواشریف ڈاکخانہ سوہماوایا بتھان ضلع سمستی پور سے حاصل کر سکتے ہیں، قیمت میں کمی بھی ہو سکتی ہے اور مصنف مہربان ہو تو مفت ملنے کے امکان سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

قسط نمبر-۱۵

حجۃ الاسلام الامام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بحیثیت محدث

☆حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ☆

حدیث "عَلَيْكُم بِسُنَّتِي" کی تشریح:

تراویح کے مسئلہ میں حضرت نانوتویؒ نے اپنے مکتوب بنام "الحق الصریح" میں حدیث مرسل کی حجیت پر قلم اٹھایا ہے اس میں ایک اعتراض جو غیر مقلد عالم کی طرف سے کیا گیا ہے، کہ علیکم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين میں سنت خلفاء راشدین سے سنت نبوی ہی مراد ہے کیونکہ جب تکرار معرفہ ہوتو وہ متحد المعنی ہوتا ہے، حضرت نانوتویؒ نے اس کا خوب مسکت جواب دیا ہے اور آیتِ قرآنی أَبْنَاءَ نَا وَ أَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ كُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ سے استدلال کیا ہے۔

نیز اسی کتاب میں تراویح اور تہجد کے دو علیحدہ نماز ہونے پر بھی کلام کیا، نیز یہ بھی لکھا ہے کہ احکام شرعیہ کا ثبوت صرف صحاح ستہ ہی سے نہیں ہوتا، ضعیف اور موضوع روایتوں میں فرق ہے، فضائل اعمال میں ضعیف روایتیں معتبر ہیں اور تراویح بھی فضائل اعمال میں سے ہے۔(الامام محمد قاسم نانوتویؒ حیات، افکار، خدمات: ص ۲۹۳-۲۹۴)

حضرت نے ایک خواب دیکھا

حضرت الامامؒ نے ایک خواب دیکھا تھا: کہ "کعبہ کی چھت پر کسی اونچی شے پر بیٹھا ہوں اور کوفہ کی طرف میرا منہ ہے اور ادھر سے ایک نہر آئی ہے جو میرے پاؤں سے ٹکرا کر جاتی ہے"۔

اس خواب کا تذکرہ حضرت نانوتویؒ نے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ کے بھائی مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے فرمایا (مولانا محمد یعقوب صاحبؒ تعبیر خواب میں بڑے مشہور تھے) مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے اس خواب کو سن کر فرمایا کہ: "خواب دیکھنے والے شخص سے مذہب حنفی کو بہت تقویت ہوگی"۔

اس خواب کے ذیل میں مولانا گیلانی لکھتے ہیں:

"تیرہویں صدی کے آخر میں مسلمانان ہند کی دینی زندگی کی وحدت کو جو شدید خطرہ فتنہ غیر مقلدیت کے طوفان کی وجہ سے پیش آ گیا تھا اور قریب تھا کہ یک جہتی کا یہ شیرازہ بکھر کر پراگندہ ہو جائے شتر بے مہاری کے اس سیلاب میں ڈر تھا کہ سلف کے سارے کارنامے شاید تہہ و بالا ہو کر رہ جاویں، اس کڑے وقت اور کٹھن گھڑیوں میں درس حدیث کے قاسمی یا دیوبندی طریقہ کی خصوصیت نے کیا کام کیا، لیکن اتنی بات تو سب کے سامنے ہے کہ فرقہ اہل حدیث کی طرف سے امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اجتہادی مسائل پر جو حملے پہلے ہوئے یا اس وقت تک ہوتے رہتے ہیں، ان حملوں کے مقابلہ میں محدثانہ تحقیقی رنگ میں جواب دینے کی جتنی اچھی صلاحیت دارالعلوم دیوبند کے تعلیم یافتوں میں پائی جاتی ہے، انصاف کی بات یہی ہے کہ اس کی نظیر ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ بیرون ہند کے اسلامی ممالک کے علماء میں بھی مشکل ہی سے مل سکتی ہے۔" (سوانح قاسمی: ج ۱، ص ۱۳۴)

حاشیہ بخاری آپ کے گوہر بار قلم سے:

اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری کے آخری پاروں پر حاشیہ تحریر کرنے کے لئے حضرت محدث سہارنپوریؒ نے آپ کا انتخاب فرمایا یہ انتخاب حقیقۃً حضرت نانوتویؒ کے جوہر اور حضرت محدث سہارنپوریؒ کے جوہر شناسی کی واضح دلیل ہے۔ مولانا نسیم احمد صاحب فریدی نے مولانا عبدالرحمٰن صدیقی امروہوی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اس موقعہ پر جب لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ حواشی صحیح بخاری کا اس قدر اہم کام ایک نوعمر لڑکے کے سپرد کر دیا، تو حضرت محدث سہارنپوریؒ نے جواباً عرض کیا تھا:

"تم لوگ بخاری کے جتنے مشکل مقامات ہوں ان پر نشان لگا لو پھر ان سے (مولانا نانوتوی) دریافت کرلو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر ان مقامات کا حاشیہ منگوا کر دکھایا تو مولانا نانوتویؒ نے جو جو احتمالات پیدا کر کے ان کے جوابات دئے تھے وہ احتمالات اور شبہات ان حضرات کے احتمالات سے بھی زیادہ تھے یہ دیکھ کر وہ لوگ الامام الکبیر کے تبحر علمی کو مان گئے"۔ (قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ احوال وآثار و باقیات و متعلقات: ص ۷۳-۷۴)

حضرت نانوتویؒ نے اس حاشیہ میں اسناد و رجال اور معانی و مفاہیم دونوں اعتبار سے بھرپور اور جامع کلام کیا ہے ان میں کئی مواقع وہ ہیں جہاں امام بخاری نے احناف کو ہدف تنقید بنایا ہے، ان مواقع پر آپ نے احناف کی طرف سے پوری وکالت کی ہے اور بخاری کے اعتراضات و تنقیدات کا علمی جواب دیا ہے جو علم حدیث میں آپ کی عبقریت پر دال ہے۔

اصول حدیث کے بعض مسائل:

لطائف قاسمیہ کا دوسرا خط جو عبدالرحیم خان صاحب کے نام ہے اس میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ بیس رکعت والی مؤطا کی روایت مرسل ہے اور حدیث مرسل محدثین کے یہاں مقبول نہیں ہے، اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت نانوتویؒ لکھتے ہیں:

"مؤطا کی روایت پر طعن کی بنیاد یہ ہے کہ یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا سبحان اللہ! کیا دلیل ہے اور کیا دعویٰ ہے؟ طعن کا خلاصہ یہ نکلا کہ تابعین کی مرسل روایات کا اعتبار نہیں ہونا چاہئے، پہلے اس کو ثابت کرنا چاہئے پھر یزید بن رومان کی روایت کو مسترد کرنا چاہئے، تابعین کی مرسل روایات کے معتبر نہ ہونے کا اصول اگر خود تراشیدہ ہے تو اسے کون پوچھتا ہے اور اگر مراسیل صحابہ کی طرح مراسیل تابعین بھی معتبر ہیں، بلکہ سند سے زیادہ مرسل کا اعتبار ہے کیونکہ اسناد کو ترک کرنا روایت پر اپنے اعتماد کی دلیل ہے اور اسناد کا ذکر کرنا سننے والے کے فہم پر چھوڑنا ہے، گویا یہ کہہ دیا گیا کہ ذمہ داری راوی پر ہے، اگر تقلید سے عار ہے تو امام ابن صلاح کا قول دیوار پر مارنا چاہئے اور اگر ابن صلاح کی تقلید جائز ہے تو امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ نے کیا قصور کیا ہے۔" (لطائف قاسمیہ: ص ۹)

اس مکتوب میں حضرت نانوتویؒ نے اصول حدیث کے اور دیگر مسائل پر بھی بڑی مبصرانہ اور محققانہ گفتگو کی ہے جس سے آپ کی اس فن پر بھی گہری نظر کا پتہ چلتا ہے۔

اسی طرح تحذیر الناس میں صفحہ ۶۰ پر شاذ اور مخالفت ثقات وغیرہ کی بحث پر بڑی جامع گفتگو کی ہے، اور اس کے علاوہ اور بھی آپ کے مصنفات و مکاتیب میں مختلف مقامات پر بڑی تحقیقی بحثیں ملتی ہیں، جن سے اصول حدیث میں آپ کے نہج پر مکمل روشنی ملتی ہے۔

حکایات اہل دل

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

عرصہ سے ہفتہ وار نقیب میں حکایات اہل دل کے ذیل میں بزرگان دین اور اولیاء و مشائخ کے واقعات لکھنے کا سلسلہ جاری ہے، جنہیں قارئین دلچسپی سے پڑھتے ہیں اور اپنے اندر ایمان و یقین میں تازگی و توانائی محسوس کرتے ہیں، اسی سلسلہ کے چند واقعات یہاں ذکر کئے جاتے ہیں، امید ہے کہ آپ انہیں پسند کریں گے۔

بزرگوں کی صحبت کا اثر

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں اصلاح خلق کی توفیق خاص اور اس کا انتہائی حکیمانہ اسلوب مرحمت فرمایا تھا، اردو کے مشہور شاعر جناب جگر مرادآبادی مرحوم کا واقعہ ہے کہ ایک مجلس میں حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ نے حضرت تھانویؒ سے ذکر کیا کہ جگر مرادآبادی سے ایک مرتبہ میری ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ تھانہ بھون جانے اور زیارت کرنے کو بہت دل چاہتا ہے مگر میں اس مصیبت میں مبتلا ہوں کہ شراب نہیں چھوڑ سکتا اس لئے مجبور ہوں کہ کیا منہ لے کر وہاں جاؤں؟ حضرت نے خواجہ صاحب سے پوچھا پھر آپ نے کیا جواب دیا؟ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ میں نے کہہ دیا ہاں یہ تو صحیح ہے ایسی حالت میں بزرگوں کے پاس جانا کیسے مناسب ہو سکتا ہے؟ حضرت نے فرمایا "واہ خواجہ صاحب! ہم تو سمجھتے تھے کہ اب آپ طریق کو سمجھ گئے ہیں مگر معلوم ہوا کہ ہمارا خیال غلط تھا" خواجہ صاحب کے تعجب پر حکیم الامت قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ کہہ دیتے کہ "جس حال میں ہو اسی میں چلے جاؤ ممکن ہے کہ یہ ملاقات ہی اس بلا سے نجات کا ذریعہ بن جائے۔"

چنانچہ خواجہ صاحب یہاں سے واپس گئے تو پھر اتفاقاً جگر صاحب سے ملاقات ہوگئی اور یہ سارا واقعہ جگر صاحب کو سنایا انہوں حضرت کے یہ کلمات سن کر زار و قطار رونا شروع کر دیا اور بالآخر یہ عہد کر لیا کہ اب مر بھی جاؤں تو اس خبیث چیز کے پاس نہ جاؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شراب چھوڑنے سے بیمار پڑ گئے حالت نازک ہوگئی، اس وقت لوگوں نے کہا کہ آپ کو اس حالت میں بقدر ضرورت پینے کی تو شریعت بھی اجازت دے گی، لیکن یہ جگر صاحب کا جگر تھا کہ اس کے باوجود انہوں نے اس ام الخبائث کو ہاتھ نہ لگایا، اللہ تعالیٰ اہل عزم و ہمت کی مدد فرماتے ہیں اس وقت بھی حق تعالیٰ کی مدد سے چند روز ہی میں شفاء کامل حاصل ہوئی اس کے بعد وہ تھانہ بھون تشریف لائے اور حضرت نے ان کا بڑا اکرام فرمایا۔(اکابر دیوبند کیا تھے، ص:۱۱۱)

ایک انوکھا تعویذ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پاس ایک دیہاتی آیا، اس کے دماغ میں یہی بسا ہوا تھا کہ مولوی اگر تعویذ گنڈا نہیں جانتا تو وہ بالکل جاہل ہے اس کو کچھ نہیں آتا چنانچہ آپ کو بڑا عالم سمجھ کر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے تعویذ دیدو، مولانا نے فرمایا کہ مجھے تعویذ تو آتا نہیں، اس نے کہا کہ اجی نہیں مجھے دیدو۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے آتا نہیں، تو کیا دیدوں؟ لیکن وہ پیچھے پڑ گیا کہ مجھے تعویذ دیدو، حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا لکھوں تو میں نے اس تعویذ میں لکھ دیا کہ

"یا اللہ! یہ مانتا نہیں۔ میں جانتا نہیں، آپ اپنے فضل و کرم سے اس کا کام کر دیجئے۔" یہ لکھ کر میں نے اسکو دیدیا کہ یہ لٹکالے۔ اس نے لٹکا لیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ اس کا کام بنا دیا۔

کیا کھویا کیا پایا

عربی ادب میں ایک قصہ ہے کہ ایک اعرابی نے حنین موچی سے ایک جوڑا جوتے کا مول بھاؤ کیا اور بھاؤ تاؤ میں بہت جھگڑا کرنے پر بھی اس نے نہیں خریدا، جس سے حنین موچی بہت غصہ ہوا اور اس نے اعرابی کو پریشان کرنے کا بدلہ لینے کیلئے یہ ترکیب کی کہ جس راستہ سے وہ گذرنے والا تھا ایک جوتا گرا دیا اور کچھ آگے جا کر دوسرا جوتا گرا دیا، جب اعرابی اپنی اونٹنی پر اس راستے سے گذرا اور ایک جوتا پڑا ہوا دیکھا تو دل میں کہنے لگا کہ یہ جوتا حنین موچی کے جوتے کے مشابہ ہے اگر اس کا جوڑا ہوتا تو میں اسے ضرور لے لیتا مگر ایک جوتا بیکار ہے، یہ سوچ کر اسے چھوڑ دیا اور آگے بڑھا، جب کچھ اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ دوسرا جوتا بھی راستہ میں پڑا ہوا ہے، اب پہلے جوتا کے چھوڑنے کا افسوس کرتے ہوئے شرمندہ ہوا اور اپنی سواری کو وہیں باندھ کر پہلا جوتا لینے کے لئے چلا گیا، ادھر حنین موچی ایک جگہ چھپا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا جب اعرابی پہلا جوتا لینے کے لئے چلا گیا تو حنین موچی اس کی سواری لے کر چلتا بنا، اعرابی پہلا جوتا لیکر آیا تو دیکھا کہ دوسرا جوتا پڑا ہے مگر اس کی سواری غائب ہے، تلاش بسیار کے بعد مایوس ہو کر اور دونوں جوتے لیکر اپنے گھر واپس چلا گیا، تو گھر اور محلہ کے لوگوں نے دریافت کیا کہ تم سفر سے کیا لے کر آئے ہو؟ ان کے جواب میں اعرابی نے کہا کہ میں تمہارے پاس حنین موچی کے دو جوتے لے کر آیا ہوں: جئتکم نعلي حنين" یہ جملہ عربی زبان کا مثل بن گیا اور اسے ایسے موقع پر بولتے ہیں جب آدمی کسی معمولی چیز کے چکر میں پڑ کر اچھی چیز کو گنوا دے اور اپنی حماقت اور بے وقوفی کی وجہ سے ناکام ہو جائے، کہاں وہ اعرابی جوتے کے مول بھاؤ میں کمی کرانے کیلئے جھگڑا کر رہا تھا کہاں صرف ایک جوڑے جوتے کی قیمت میں اپنی اونٹنی دیکر گھر آیا اس طرح بہت سے آدمی اپنا نقصان کر دیتے ہیں، آدمی کو چاہئے کہ ہر معاملہ میں اس طرح سوچے کہ کیا کھویا کیا پایا۔

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ - ملک کی ایک مثالی دینی وشرعی تنظیم

مولانا رضوان احمد ندوی

اسلام نے مسلمانوں کو وحدت واجتماعیت کے ساتھ زندگی گذارنے کی تعلیم دی ہے اس لئے کسی مسلمان کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ انفرادی زندگی میں تو خدا کے احکام کی پیروی کرے، مگر اجتماعی زندگی میں من مانی اور خودرائی کی راہ اختیار کرے ایسی زندگی کسی طرح بھی اسلامی زندگی نہیں کہی جاسکتی۔ جس اسلام نے خالص عبادات جیسے انفرادی اعمال کو بھی ایک خاص نظم وڈسپلن کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا ہو وہ اجتماعی زندگی میں انتشار اور خودسری کو کیسے برداشت کرسکتا ہے، اسلام کا یہ خاص وصف ہے جو اسے سارے ادیان ومذاہب سے ممتاز کرتا ہے کہ اس کے جملہ احکام ونظام میں اجتماعیت کی روح کارفرما ہے۔ جماعتی زندگی کا کوئی تصور مرکزیت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ اسلامی حکومتوں میں یہ مرکزیت خلیفہ یا حکمرانوں کو حاصل ہوتی ہے، جس کے ذریعہ اسلام کے تمام اجتماعی احکام وقوانین جاری ونافذ ہوتے ہیں اور سارے مسلمان اس کی اطاعت کرتے ہوئے ایک اجتماعی نظام میں منسلک رہتے ہیں۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جہاں قوت واقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ ہو تو کیا ایسے ملک میں وہ سارے احکام وقوانین جو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے متعلق ہیں ترک کردیئے جائیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسی صورت میں اسلامی شریعت کی رو سے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی صالح اور دین دار شخص کو اپنا امیر شریعت (شرعی سردار) منتخب کرلیں اور اس کے ذریعہ ممکن حد تک تمام شرعی امور کا اجراء ونفاذ عمل میں لائیں اور ان کو امیر کی اطاعت کا جو حکم دیا گیا ہے اسے پورا کریں۔ "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی، اور اس امیر کی اطاعت کرو (یعنی حکم مانو) جو تم مسلمانوں میں سے ہو"۔

چنانچہ ۱۳۳۹ھ میں حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ نے اس فریضۂ دینی کی طرف علماء کو متوجہ کیا، اجتماعی نظام کے قیام کی دعوت دی اور حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ، حضرت مولانا شاہ بدرالدین صاحب سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ، قطب دوراں حضرت مولانا محمد علی مونگیر رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ رحمانی مونگیر کی تائید وحمایت سے ۱۹۲۱ء میں امارت شرعیہ کا قیام عمل میں آیا۔ ملک کے مشاہیر علماء اور مشائخ نے امارت شرعیہ کے قیام، اس کے نصب العین اور طریقۂ کار کی پرزور تائید کی اور یوم تاسیس سے اب تک سو سال کی مدت میں امارت شرعیہ ملت کی عظیم خدمات انجام دے رہی ہیں اور اس کا اثر بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ سے باہر پورے ملک میں محسوس کیا جاتا ہے اور اہم ملی مسائل میں اس کے جرأت مندانہ فیصلوں پر اعتبار کیا جاتا ہے، یہاں اختصار کے ساتھ امارت شرعیہ کے نظام کار اور خدمات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

امارت شرعیہ کی مجالس

امارت شرعیہ کے نظام کو چلانے اور اس کے جملہ امور کی نگرانی کے لئے امیر شریعت کے ماتحت درج ذیل چار مجالس ہیں
(۱) مجلس ارباب حل وعقد (۲) مجلس شوریٰ (۳) مجلس عاملہ (۴) امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ ٹرسٹ

مجلس ارباب حل وعقد

یہ مجلس بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے علماء ومشائخ، اصحاب علم ودانش، سماجی اور فلاحی کام کرنے والے اہل الرائے وبااثر افراد اور منتخب نقباء امارت شرعیہ پر مشتمل ہے، جن کی کل تعداد آٹھ سو اکاون ہے۔ یہ مجلس امارت شرعیہ کی ترقی، اس کے استحکام اور مسلمانوں میں سمع وطاعت کا جذبہ پیدا کرنے اور ملت اسلامیہ کی فلاح وتقویت کی ذمہ دار ہے اور یہ مجلس نصب وعزل امیر کا اختیار رکھتی ہے۔

مجلس شوریٰ

مجلس شوریٰ، امارت شرعیہ کی نمائندہ مجلس ہے، اس مجلس کے ارکان کی تعداد ایک سو ایک ہے، جو مجلس ارباب حل وعقد ہی سے منتخب کئے جاتے ہیں، نائب امیر شریعت، ناظم امارت شرعیہ، قاضی شریعت، مفتی امارت شرعیہ، نائبین ناظم امارت شرعیہ، ناظم بیت المال امارت شرعیہ، اور نمائندہ مبلغین بحیثیت عہدہ مجلس شوریٰ کے رکن ہیں، اس مجلس کا اجلاس سال میں کم از کم ایک مرتبہ ہوتا ہے، حضرت امیر شریعت حسب ضرورت مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کرسکتے ہیں، مجلس شوریٰ کے اجلاس میں ملی مسائل کے ساتھ جملہ شعبہ جات امارت شرعیہ کی رپورٹ پیش ہوتی ہے۔ سال گزشتہ کا حساب پیش ہوتا ہے، آئندہ کا بجٹ منظور کیا جاتا ہے اور آئندہ کے پروگرام طے کئے جاتے ہیں، اس مجلس کے ارکان اپنے اپنے حلقۂ اثر میں امارت شرعیہ کے اغراض ومقاصد کو بروئے کار لانے اور امیر شریعت کے فیصلوں کو نافذ کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

مجلس عاملہ

مجلس شوریٰ کے فیصلوں کے نفاذ، امارت شرعیہ کی ترقی واستحکام اور عملی منصوبوں پر غور کرنے کے لئے ۳۱/ارکان پر مشتمل ایک مجلس عاملہ ہے۔ امیر شریعت، نائب امیر شریعت، ناظم امارت شرعیہ، قاضی شریعت، ناظم بیت المال امارت شرعیہ، بحیثیت عہدہ اس مجلس کے لازمی رکن ہیں، عام حالات میں مجلس عاملہ کی نشست سال میں دو بار ہوتی ہے البتہ حسب ضرورت ناظم امارت شرعیہ امیر شریعت کے مشورہ سے عاملہ کا اجلاس طلب کرسکتے ہیں۔

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ ٹرسٹ

ملکی قانون اور موجودہ حالات کے پیش نظر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مجلس شوریٰ وعاملہ کی تجاویز اور فیصلوں کی روشنی میں ۲۴/ستمبر ۲۰۱۸ء کو ایک ٹرسٹ "امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ" کے نام سے رجسٹرڈ کرایا گیا۔ اس مجلس کی نشست سال میں کم از کم دو بار ہوتی ہے، حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر ناظم امارت شرعیہ کبھی بھی اس کا اجلاس طلب کرسکتے ہیں۔ امیر شریعت، نائب امیر شریعت، ناظم امارت شرعیہ، قاضی شریعت امارت شرعیہ، صدر مفتی امارت شرعیہ، ناظم بیت المال امارت شرعیہ، سجادہ نشیں یا نمائندہ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر، بحیثیت عہدہ اس مجلس کے لازمی رکن ہیں۔

امارت شرعیہ کا نظام کار

امارت شرعیہ کا نظام کار ۱۱/ بنیادی اور اہم شعبوں شعبۂ تبلیغ، شعبۂ تنظیم، شعبۂ تعلیم مذہبی وعصری، دارالقضاء، دارالافتاء، دارالاشاعت، تحفظ مسلمین، بیت المال، تعمیرات، ریلیف فنڈ، امور مساجد پر مشتمل ہے جن کے ذریعہ دین وملت کی جملہ اہم خدمات انجام پارہی ہیں اور موجودہ حالات میں اس کی اہمیت اور کارگذاری روز بہ روز بڑھتی جارہی ہے، ان کے علاوہ بھی کچھ دیگر ذیلی شعبے ہیں، جو اپنے دائرے میں کام انجام دے رہے ہیں۔

۱-شعبۂ دعوت وتبلیغ:

شعبۂ دعوت وتبلیغ امارت شرعیہ کا اہم ترین شعبہ ہے جو مسلمانوں میں دین سے گہرا تعلق پیدا کرنے اور غیر مسلموں تک اسلام کی دعوت کا کام انتہائی نامساعد حالات میں بھی انجام دیتا رہا ہے، غیر اسلامی رسم کو مٹانے، اتحاد وتنظیم کے ساتھ زندگی گذارنے، معاشرہ کی اصلاح، معروف کو جاری کرنے اور منکرات کو مٹانے کی راہ میں اس شعبہ کے ذریعہ بیش بہا خدمات انجام دی گئی ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ قدرتی حادثات اور فرقہ وارانہ فسادات کے موقع پر مصیبت زدہ انسانوں کی مدد کرنا (جو بڑا اہم کام ہے) حضرات مبلغین ہی کی محنت اور جذبۂ اخلاص وایثار سے انجام پاتا ہے۔

۲-شعبۂ تنظیم:

اس شعبہ کے ذریعہ مسلمانوں کو کلمہ کی بنیاد پر متحد کیا جاتا ہے افتراق وانتشار سے بچایا جاتا ہے اور ایک امیر کے ماتحت رہ کر زندگی گذارنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اب تک بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کے تقریبا ۹۰۰۰ مقامات پر امارت کی تنظیم قائم ہوچکی ہے، لیکن پوری آبادی کے تناسب سے کام ابھی بہت باقی ہے۔ کوشش کی جارہی ہے کہ کوئی مقام ایسا نہ رہے جہاں تنظیم قائم نہ ہو۔ مسلمانوں کی طاقت کی اصل بنیاد تنظیم ہی ہے۔ تنظیم واتحاد ہی کے ذریعہ ملت اسلامیہ کی تعمیر نو کا کام ہوسکتا ہے۔

۳-دارالافتاء:

امارت شرعیہ کے اس اہم شعبہ سے ملک وبیرون ملک سے آئے ہوئے ہزاروں دینی مسائل کے جواب دیے جاتے ہیں، اب تک لاکھوں فتاویٰ کے جوابات دیئے جاچکے ہیں۔ ان فتاویٰ کی پانچ جلدیں "فتاویٰ امارت شرعیہ" کے نام سے طبع ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں، چھٹی جلد کی ترتیب کا کام جاری ہے۔

۴-دارالقضاء:

امارت شرعیہ کا یہ سب سے اہم اور اپنی نوعیت کا منفرد شعبہ ہے، یہاں مسلمانوں کے باہمی جھگڑے بالخصوص طلاق، فسخ نکاح اور وراثت وغیرہ کے مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے۔ دوسری نوعیت کے سول مقدمات بھی یہاں فیصل ہوتے ہیں۔ مرکزی دارالقضاء کے علاوہ ۷۰/مقامات پر دارالقضاء قائم ہے اور قضاۃ مقرر ہیں۔ مرکزی دارالقضاء میں اوسطاً سالانہ پانچ سو سے زائد مقدمات دائر ہوتے ہیں۔ دارالقضاء میں صرف ڈاک خرچ کے لیے فیس لی جاتی ہے۔

۵-دارالاشاعت:

امارت شرعیہ کے اس شعبہ سے دینی ومذہبی موضوعات پر کتابیں اور رسالے شائع ہوتے ہیں۔ اب تک ایک سو سے زیادہ کتابیں اور رسالے شائع ہوچکے ہیں۔ امارت شرعیہ کا ترجمان "نقیب" ہفتہ وار اسی دارالاشاعت سے شائع ہوتا ہے۔ نقیب کی ایک نہایت روشن تاریخ ہے، اس نے ہمیشہ دین وملت کی ترجمانی نہایت دلیری اور جرأت کے ساتھ کی ہے اور مسلمانوں کی ہر موقع پر رہنمائی کی ہے۔ ملکی اور ملی مسائل میں حق گوئی اور بے باکی اس کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ امارت شرعیہ کی خدمات سے واقفیت کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس کا سالانہ چندہ چار سو روپے ہے۔ تجارتی اصولوں پر کتابوں کی فروختگی کے لیے "مکتبہ امارت" قائم ہے جہاں سے امارت شرعیہ کی شائع کردہ کتابوں کے علاوہ دیگر دینی کتابیں بھی فروخت کی جاتی ہیں۔

۶-تحفظ مسلمین:

مسلمانوں کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت، ان کے مذہب وشرعی قوانین کو حکومت کے دست بُرد سے بچانا، مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ اور اس کے لیے مطالبہ کرنا، ناگہانی آفات اور فرقہ وارانہ فسادات کے موقع پر مصیبت زدوں کی مدد، سرکاری نصابی کتابوں کی اصلاح کے لیے جدوجہد کرنا وغیرہ اس شعبہ کے خاص مقاصد ہیں۔ ایسے تمام موقعوں پر امارت شرعیہ کی خدمات بے مثال رہی ہیں۔ بہار اور ملک کے بعض دوسرے مقامات پر ہونے والے فسادات میں امارت شرعیہ کے کارکنوں کو فوراً پہنچ کر ریلیف پہونچانا اور مسلمانوں میں خوف وہراس دور کرکے اعتماد پیدا کرنا، مسلم پرسنل لا، بابری مسجد، مسلم اوقاف وغیرہ کے تحفظ کے سلسلہ کی تحریکات میں قائدانہ حصہ لینا اس شعبہ کی خاص کارگزاریاں ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کی سیاسی صورت حال اور وقتی حالات کے اتار چڑھاؤ کا مسلمانوں کے ملی وجود پر جو اثر پڑتا ہے اس سلسلے میں مؤثر اقدامات کے لیے امارت شرعیہ کے ذمہ دار حضرات ہمیشہ متوجہ رہتے ہیں اور اس کے لیے برابر جدوجہد کرتے رہتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو اس ملک میں ایک باعزت شہری کا مقام حاصل رہے۔

۷-شعبۂ تعلیم:

امارت شرعیہ کے اس شعبہ کے تحت صوبہ کے مختلف مقامات پر دینی مکاتب ومدارس قائم ہیں۔ دینی تعلیم کی ترویج واشاعت امارت کے خاص مقاصد میں ہے۔ تقریباً ڈھائی سو مکاتب امارت شرعیہ کی نگرانی میں چل رہے ہیں۔

۸-بیت المال:

بیت المال دراصل ایک اسلامی خزانہ ہے، جس میں مسلمانوں کی زکوٰۃ وصدقات اور عطیات کی رقوم جمع ہوکر اپنے صحیح مصارف میں اور اہم دینی وملی کاموں میں خرچ ہوتی ہیں۔ مندرجہ بالا شعبوں اور ان کے ذریعہ انجام پانے والی تمام خدمات کے مصارف بیت المال ہی پورا کرتا ہے۔ اس طرح اس کو تمام شعبوں میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اور ان کی کارکردگی کا زیادہ تر انحصار بیت المال کے استحکام پر ہے۔ یہاں سے فقراء ومساکین، بیوگان ویتامیٰ اور دوسرے محتاجوں کو مستقل امداد اور ماہانہ وظیفے دیئے جاتے ہیں، دور دراز علاقوں میں قائم مکاتب کے اساتذہ کو بھی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ دینی تعلیم حاصل کرنے والے نادار طالب علموں کو ماہانہ اور وقتی وظائف جاری کئے جاتے ہیں۔ فرقہ وارانہ فسادات، حادثات کے موقعوں پر مصیبت زدوں کی مدد کی جاتی ہے ان کے علاوہ دین وملت کے مختلف کاموں میں بیت المال سے رقمیں صرف کی جاتی ہیں۔ جو مسلمانوں کے تعاون سے پورے ہوتے ہیں۔ چک اور ڈرافٹ پر صرف بیت المال امارت شرعیہ پٹنہ لکھا جائے۔ اور منی آرڈر سے رقم ناظم بیت المال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ کے پتہ پر ارسال کیا جائے۔ (بقیہ ۱۳ پر)

Scanned with CamScanner

قانون کا غلط استعمال

ایڈووکیٹ ابو بکر سباق سبحانی

تقریباً تین ماہ قبل جون 2021 میں اتر پردیش پولیس کی اے ٹی ایس) اینٹی ٹیررزم اسکواڈ نے اسلامک دعوہ سینٹر سے منسلک دو افراد مولانا عمر گوتم اور جہانگیر قاسمی کو ہزاروں ہندوؤں کا غیر قانونی طریقے سے اسلام مذہب قبول کروانے کے الزام میں گرفتار کرلیا تھا، الزامات میں دھوکہ دھڑی، سازش، دو مذہبی فرقوں کے درمیان نفرت و فساد بھڑکانے کی کوشش اور لالچ وڈرا دھمکا کر غیر قانونی طریقے اپنا کر مذہب تبدیل کرانے کی دفعات شامل کی تھیں، بعد میں ملک مخالف وملک کی سالمیت واتحاد کے خلاف سرگرمیوں کے الزامات بھی شامل کردیے گئے تھے، اب اسی ایف آئی آر اور ان دفعات کے تحت ملک کے معروف عالم دین مولانا محمد کلیم صدیقی کو بھی اے ٹی ایس اتر پردیش پولیس نے گرفتار کرلیا ہے، عدالت نے پوچھ گچھ کے لیے مولانا کو پولیس ریمانڈ پر بھیج دیا ہے، اب تک اس مقدمے میں کورٹ کے ریکارڈ کے مطابق کل گیارہ افراد گرفتار کیے جاچکے ہیں، جب کہ تین دیگر افراد مبینہ طور پر اے ٹی ایس کی غیر قانونی حراست میں ہیں جن کے سلسلے میں ابھی تک اے ٹی ایس نے کوئی بیان جاری نہیں کیا ہے۔

مولانا محمد کلیم صدیقی کی گرفتاری جس پراسرار انداز میں کی گئی ہے وہ پوری قوم کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ یوپی پولیس وا ے ٹی ایس کے اعلیٰ افسران نے مولانا کی گرفتاری کا اعلان اگلے روز تین صفحات پر مبنی پریس نوٹ جاری کر کے کیا، اس پریس نوٹ کے آنے تک مولانا کے اہل خانہ کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی، یہ پریس نوٹ میڈیا کو دیا گیا جس کا واحد مقصد میڈیا ٹرائل کے ذریعہ مولانا کلیم صدیقی کی شخصیت و خدمات کو مشکوک و مجروح کرتے ہوئے، ملک میں ہندو۔مسلم باہمی تعلقات کو نفرت کی آگ میں جھونکنا ہی محسوس ہوتا ہے، اے ٹی ایس کے ذریعہ جاری کردہ پریس نوٹ کو سنسنی خیز و نفرت آمیز انداز میں پیش کرتے ہوئے [illegible] بڑی پیمانے پر چلانے والے سنڈیکیٹ اور تبدیلی مذہب کے لیے غیر ممالک سے بذریعہ حوالہ فنڈنگ کرانے کا ملزم اتر پردیش اے ٹی ایس کے ذریعے گرفتار، شریعت کے مطابق نظام قائم کرنے کے مقصد سے آبادی کا تناسب بدلنے کے مقاصد کے ساتھ کرواتا تھا تبدیلی مذہب، دیش بھر میں کئی مدرسوں کی فنڈنگ کر کے تبدیلی مذہب کا ایک غیر قانونی نیٹ ورک تیار کیا ہے۔"

اے ٹی ایس کی پریس ریلیز کا انداز اور استعمال کیے گئے جملوں اور الفاظ کو تقریباً اسی انداز میں استعمال کرتے ہوئے میڈیا نے ایک ساتھ پورے ملک کی فضا کو مسلم مخالف ماحول میں تبدیل کردیا، ایک بے لگام میڈیا ٹرائل شروع کر کے ہندو سماج کو یہ ڈراونا پیغام دینے کی کوشش کی گئی کہ مسلمان علما اور ان کے ذریعے چلائے جانے والے مدارس اس ملک میں ہندو آبادی و نظام حکومت کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، اس پورے ڈرامہ میں میڈیا اور پولیس کا کردار بہت حد تک یکساں رہا ہے۔ تبدیلی مذہب کے نام پر یہ پورا سیاسی کھیل اس وقت شروع ہوا ہے جب اتر پردیش میں اسمبلی الیکشن کی تیاریاں زور وشور سے شروع ہوچکی ہیں، یقیناً یہ پورا ڈرامہ ووٹوں کو فرقہ وارانہ رنگ دینے میں پوری طرح کامیاب ہوگا، فرقہ وارانہ سیاست کے اس پورے کھیل میں سب سے اہم کردار میڈیا کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ میڈیا کو دی گئی پریس ریلیز کے مقابلے میں عدالت میں داخل کی گئی درخواست برائے پولیس ریمانڈ نصف حصہ ہی تھی، کیونکہ عدالت میں پیش حقائق پر سوالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس مقدمے کی شروعات میں ہی جب کہ پولیس اپنی تفتیش کے ابتدائی مراحل میں تھی، اسی وقت سے نیشنل میڈیا خصوصاً ہندی میڈیا کے مقاصد کو سمجھنے کے لیے ہندی روزنامہ دینک جاگرن کی رپورٹ بتاریخ 23/جون 2021 کافی ہے جس نے مولانا عمر گوتم کی گرفتاری کی رپورٹ بنائی تھی کہ "بہرے گونگے بچوں کو انسانی بم بنا کر ملک میں دھماکوں کی تھی سازش" نیز پاکستان اور سعودی عرب سے اس کے لیے فنڈنگ ہورہی تھی، آئی ایس آئی سے مل کر ہورہی تھی سازش وغیرہ، اسی قسم کی سنسنی خیز اور فرقہ وارانہ خبریں کئی روز تک پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں چلتی رہی تھیں جو ایک بار پھر سے شروع ہوگئی ہیں، جس نے پورے سماج میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کا زہر گھولنے کی کوشش کی تھی، بیشک گرفتاری کے عمل میں آتے ہی میڈیا وسوشل میڈیا میں ایک ہنگامہ برپا کردیا جاتا ہے، اس پورے ڈرامے کی اسکرپٹ کہاں اور کس کے اشارے پر تیار کی جاتی ہے یہ تو نہیں معلوم لیکن اس اسکرپٹ کو ریلیز ہماری پولیس ایجنسیاں کرتی ہیں جن پر میڈیا ٹرائل شروع کردیتا ہے۔

ضروری ہے کہ ہمارے ملک میں پولیس، میڈیا اور عدلیہ کی جواب دہی طے ہو، قانون کا غلط استعمال یوں ہی فرقہ وارانہ سیاست کا ذریعہ بنا رہا تو ہمارے ملک اور سماج میں ہندو۔مسلم سیاست کا سرکاری کھیل یوں ہی جاری رہے گا۔

ہمارے ملک میں فرقہ وارانہ سیاست اور ان مقاصد کی تکمیل کے لیے بے گناہوں کو جھوٹے مقدمات میں پھنسانے کا گھناؤنا کھیل گزشتہ کئی دہائیوں سے جاری ہے، لیکن پہلے یہ بے گناہ مدارس کے معصوم طالب علم ہوا کرتے تھے، پھر معمولی استاد اور امام ہونے لگے، لیکن اب ایجنسیوں کے نشانے پر قوم کی مذہبی قیادت ہے۔ کورونا وبا کے دوران تبلیغی جماعت کے روح رواں مولانا سعد جیسی عظیم شخصیت کو آسانی سے سیاسی کھیل کا نشانہ بنایا گیا، تبلیغی جماعت کے مرکز پر لگا سرکاری تالا ابھی کھلا بھی نہیں تھا کہ تبدیلی مذہب کے نام پر مذہبی رہنماؤں کا سیاسی شکار شروع ہوگیا۔ دستوری حقوق کا تحفظ ہماری کوششوں سے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔ بیشک ہمارے ملک میں نظام عدلیہ موجود ہے، اگر میڈیا ٹرائل کے ذریعے سماج میں نفرت کا بیج بونے کی کوشش ہورہی ہے یا پولیس ایجنسیوں کے میڈیا ٹرائل میں ملوث ہونے کے شواہد موجود ہیں تو ایسے حالات میں سماجی و مذہبی اداروں کی کیا دستوری اور اخلاقی ذمہ داری ہوتی ہے؟ ہم نے ایسے بہت سے مقدمات دیکھے ہیں جب عدلیہ نے پولیس اور میڈیا کی سرزنش بھی کی لیکن افسوس کہ ہم نے ان تمام ہی مقدمات اور فیصلوں سے کوئی سبق نہیں سیکھا، آج بھی ہمارے اکثر و بیشتر سماجی و مذہبی اداروں کے پاس پریس ریلیز اور پریس کانفرنس کے علاوہ مستقبل کا کوئی لائحہ عمل موجود نہیں ہے۔

مولانا کلیم صدیقی اور اس مقدمے کے دیگر تمام دس ملزمین کے خلاف اے ٹی ایس کے پاس کوئی ثبوت یا گواہ موجود نہیں ہیں، مذہبی ادارے قائم کرنا اور اپنے مذہب کی تعلیمات کو پھیلانا، تبلیغ و اشاعت کرنا، اپنی مرضی سے مذہب قبول کرنے والے افراد کے قانونی کاغذات تیار کروانا، شرعی قوانین پر عمل کرنا نیز اس پر عمل کرنے کی تاکید کرنا، مذہبی اداروں یا سرگرمیوں کے لیے غیر ممالک سے فنڈنگ حاصل کرنا ہمارے ملک میں جرم نہیں ہے بلکہ یہ دستور ہند میں تحریر بنیادی حقوق میں شامل ہیں، البتہ شرط یہ ہے کہ فنڈنگ کا حصول اور اس فنڈنگ کا استعمال غیر قانونی طریقوں سے نیز غیر قانونی سرگرمیوں میں نہ کیا گیا ہو۔ مولانا کے پاس ایف سی آر اے کے تحت غیر ممالک سے فنڈنگ لینے کی اجازت تھی، جو بھی فنڈ آئے اور جہاں بھی استعمال ہوئے اس کی مکمل تفصیلات نیز اوڈٹ رپورٹ موجود ہیں، کسی بھی طرح سے دستور و مروجہ قوانین کی خلاف ورزی نہیں کی گئی ہے۔

نظام عدلیہ کی سست رفتاری انصاف حاصل کرنے کیلئے سب سے بڑا چیلنج ہے۔ سپریم کورٹ نے بارہا اپنے فیصلوں میں تیز رفتار عدالتی کارروائی کو قیدیوں کا بنیادی حق قرار دیا ہے۔ انصاف کا بنیادی تقاضہ ہے کہ ملزم کو جرم ثابت ہونے تک جیل میں نہیں رکھا جانا چاہیے، لیکن ہماری جیلوں میں چار لاکھ سے زائد قیدی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کررہے ہیں جن میں اکثریت زیر سماعت ملزمین کی ہے۔ آج تک ہمارے ملک میں فرائض سے کوتاہی برتنے پر پولیس کی جوابدہی طے نہیں ہوسکی ہے، سالہا سال تک مقدمات کے تصفیہ میں ناکام رہنے والی عدلیہ جوابدہی سے آزاد ہے، طویل عرصے کے بعد بے گناہ ثابت ہونے کے بعد بھی ہمارے ملک میں معاوضے یا باز آبادکاری کی کوئی پالیسی نافذ نہیں ہوسکی ہے۔ ضروری ہے کہ ہمارے ملک میں پولیس، میڈیا اور عدلیہ کی جواب دہی طے ہو، قانون کا غلط استعمال یوں ہی فرقہ وارانہ سیاست کا ذریعہ بنا رہا تو ہمارے ملک اور سماج میں ہندو۔مسلم سیاست کا سرکاری کھیل یوں ہی جاری رہے گا۔

خاندانی نظام پر مغرب کی یلغار

بشریٰ ثبات روشن

کم وبیش ڈیڑھ سو سال کے وقفے میں دنیا کے سیاسی، جمہوری ومعاشی نظام پر مغرب نے مسلسل حملے کر کے جو کچھ حاصل کیا ہے اس سے مغربی تہذیب کے حوصلے کافی بلند ہیں۔ اس کا نتیجہ ہے کہ اپنی وقتی کامیابی کے بعد اب وہ اسلام کے خاندانی نظام پر حملہ آور ہوگیا ہے۔

اب تک دشمنان اسلام ہم پر، ہمارے خاندانی نظام پر چور دروازے سے حملہ آور تھے مگر اب یہ راست طور پر ہماری بقا، ہماری حیا اور ہماری حمیت کے اوپر حملہ آور ہیں۔ اس کے لیے دشمن نے بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ ہمارے نظام تعلیم کا سہارا لیا۔ مغرب کے گھسے پٹے، فرسودہ اور الحاد پر مبنی نظام تعلیم کے ذریعے ہماری نوجوان نسلوں کے ذہن و دماغ کو بدلا گیا۔ اس نئے نظام تعلیم کے ذریعے ہماری نسلوں کو ان کی تہذیب وتمدن سے الگ کرنے کی کوشش کی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کی تعلیم نبوی کی بجائے ڈارون اور کارل مارکس کی باتیں کرنے والے تعلیم یافتہ، مہذب اور متمدن قرار دیے گئے۔ لاکھوں عراقیوں کے قاتل ٹونی بلئیر کا وہ بیان یاد کیجیے جب اس سے کسی صحافی نے پوچھا تھا کہ اپنی ثقافت کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لیے آپ کیا منصوبہ رکھتے ہیں تو اس نے کہا تھا: تعلیم، تعلیم اور تعلیم"۔

اب اگر ہم ہمارے تعلیمی اداروں کا جائزہ لیں تو ہمارا سر شرم سے جھک جائے گا کیونکہ ہماری تعلیم گاہوں میں تعلیم کے علاوہ باقی وہ سب چیزیں سکھائی جاتی ہیں جو اسلامی تہذیب کے خلاف ہوتی ہیں۔

مغرب نے فکری تعلیم کے نام پر فکری تخریب کا کام کیا جس سے بڑی آسانی کے ساتھ ہماری نسل نے روشن خیالی کے نام پر حیا سے سمجھوتہ کرلیا۔ ہمارے اندر حیا کا جو بنیادی تصور تھا اس کا پیمانہ بدل دیا گیا اس سے بھی مغرب کی بھوک نہیں مٹی تو اس نے فیشن انڈسٹری کا سہارا لیا۔ اس سے دو کام مقصود تھے۔ پہلے نمبر پر انہوں نے عورتوں سے حیا کا زیور اتار دیا۔ دوسرے اپنی economy کو مضبوط کرنے کے لیے فیشن انڈسٹری کو قائم کیا۔

جب عثمانی سلطنت کا زوال ہوا تو اسی وقت سے فرنگی تہذیب کو اولیت دینی شروع کی گئی۔ سلطنت عثمانی کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کس طرح سے ترک قوم کو ایک سو سال کے لیے مغلوب کردیا گیا۔ تاریخ کا ہر صفحہ ان کی مکاریوں اور چالوں سے بھرا پڑا ہے۔ 1967 کی عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کو اس لیے شکست ہوئی کہ بڑے بڑے کمانڈروں کی بیویاں یہودی یا پھر عیسائی تھیں جو پل پل کی جنگی خبریں اسرائیل کو پہنچایا کرتی تھیں لیکن آج تک عربوں کی آنکھیں نہیں کھلیں۔

یاد رکھیے! ہمارے خاندانی نظام کا بکھراؤ ان کے معاشی حالات کو بہتر بناتا ہے اور مغرب کی معیشت یہود کے قبضے میں ہے۔ وہ اس طرح کہ وہاں کی معیشت economy based consumer ہے، جتنے زیادہ صارف (consumer) ہوں گے اتنی زیادہ ان کی معیشت مضبوط ہوگی۔ جب ہم ایک کنزیومر سوسائٹی بنائیں گے، لوگ زیادہ سے زیادہ خرچ کریں گے تو لازمی طور پر فائدہ یہودیوں کا ہوگا۔

اب اگر ان کے بچھائے ہوئے جال کے مطابق گھر کا ہر فرد کمائے گا اور کمانے کی دوڑ میں ایک دوسرے کا مقابلہ ہوگا شوہر بھی کمائے گا بیوی بھی کمائے گی گھر میں آسائش آئے گی۔ دونوں کی ملازمت کے اوقات میں فرق ہوگا نتیجہ میں میاں بیوی میں فاصلہ بڑھے گا۔ دونوں ملازمت کے مسائل میں گھرے ہوئے گھر آئیں گے تو گھر کا ماحول خراب ہوگا۔ دونوں میں قربتیں نہیں ہوں گی، جس کی وجہ سے آبادی نہیں بڑھے گی۔ یوں ایک ایک کر کے صیہونی منصوبوں کی تکمیل ہوگی۔

ہمارے اور ان کے درمیان ایک اہم فرق اجتماعیت اور انفرادیت کا ہے۔ ہمارا طرز معاشرت اجتماعیت لیے ہوئے ہے اور اس خوبصورت نظام کو توڑنے کے لئے انہوں نے آزادی نسواں کا پرفریب نعرہ دیا۔ جس آزادی کی وہ بات کرتے ہیں وہ عزتِ نسواں نہیں ذلتِ نسواں ہے، وہ جمالِ نسواں نہیں زوالِ نسواں ہے، وہ کمالِ نسواں نہیں توہینِ نسواں ہے، آزادی نسواں نہیں قیدِ نسواں ہے۔ خدارا مغرب کی اس یلغار کو روکیے۔ اگر ہم نے وقت رہتے ہوئے اس کا تدارک نہ کیا تو یہ طوفانِ بلاخیز کل ہمارے دروازے پر بھی دستک دے گا۔

Scanned with CamScanner

اسلامی معاشرے میں عورتوں کے حقوق واختیارات

مولانا محمد اشرف علی قاسمی محمد پوری

اسلام میں مومن عورت مختلف اعتبار سے، اعلیٰ حیثیت ومقام رکھتی ہے؛ اگر وہ ''ماں'' ہے تو اولاد کو حکم ہے کہ ''اس کے ساتھ احسان کرو، (نساء:36) اگر بوڑھی ہوجائے تو اسے ''اف'' تک نہ کہو، اسے ہرگز نہ جھڑکو، اس سے نرم لہجے میں احترام کے ساتھ گفتگو کرو، فرطِ محبت میں اس کے سامنے جھکے رہو اور ربِ کریم سے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہو'' (نساء:23 مفہوم)

اور یہ بھی کہ ماں کی خدمت کو لازم پکڑو؛ کیوں کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے (حاکم:2502) مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے، (حاکم:7244) اسی لیے ایک صحابی کے دریافت کرنے پر کہ میرے حسنِ سلوک کا سب زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ کی زبانِ مبارک سے تین بار نکلا: ماں۔ پھر ماں۔ پھر ماں۔ اور پھر باپ (بخاری:5626) عورت اگر ''بیٹی'' ہے تو جسے بیٹیوں کے ذریعے، ان کی پرورش و پرداخت کے تعلق سے، آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے صبر سے کام لیا اور انھیں اپنی حیثیت کے موافق کھلایا، پلایا اور پہنایا تو یہ چیز اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائے گی۔ (احمد:17439) جس شخص کے کوئی بچی تھی اور اس نے اسے زندہ درگور نہیں کیا، اسے ذلیل نہیں کیا اور نرینہ اولاد کو اس پر ترجیح نہیں دی، تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے (ابوداؤد:5148) جس نے تین یا دو بچیوں کی پرورش کی، ان کو اچھی تعلیم وتربیت سے آراستہ کر کے ان کا نکاح کردیا، ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کیا تو اس کے لیے وعدۂ جنت ہے۔ (ابوداؤد:5149)

اور اگر ''بیوی'' ہے تو نیک بیوی بہترین سامانِ دنیا ہے (مسلم:1637) نیک بیوی سعادت مندی کی علامت ہے (ابن حبان:4023)۔

مومن عورت کے حقوق

عام طور پر ذہنوں میں یہ غلط فہمی راسخ ہے کہ حقوق صرف مردوں کے عورتوں کے ذمے ہیں، جن کی ادائیگی ہر حال میں عورت کو کرنی ہوگی، اور اس کے لئے ان آیات واحادیث کا سہارا لیا جاتا ہے جن میں:

''مرد کو عورت پر فوقیت دی گئی ہے اور عورت سے کہا گیا ہے کہ مرد کے حقوق کا خیال رکھے، اس کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کرے۔ (النساء:43 درمنثور) بہترین بیوی اسے قرار دیا گیا ہے جو اپنے ظاہر سے خاوند کے رنج کو مسرت میں تبدیل کردے، شوہر کا حکم بجالائے، اس کی غیر موجودگی میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے (نسائی: 9861)۔ اگر میں کسی کو کسی شخص کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں سے کہتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ (ابوداؤد:2142)۔ مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے، اور عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے۔ (حاکم:7338) وغیرہ۔

حالاں کہ کتاب وسنت میں مردوں کے ذمہ بھی عورتوں کے حقوق بیان کیے گئے ہیں، اور نجات وبخش کے لیے مردوں پر ان کی ادائیگی کو لازمی قرار دیا گیا گیا۔

چنانچہ ارشاد باری ہے: ''عورتوں کے لیے بھی (مردوں پر) اسی طرح کے حقوق ہیں جس طرح کے حقوق عورتوں پر مردوں کے ہیں'' (الآیۃ، البقرۃ:922): ذیل میں عورتوں کے چند حقوق کی جانب اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

میراث

''مومن عورت'' مردوں کی طرح میراث کی حق دار ہوتی ہے؛ چنانچہ ارشاد باری ہے: ''والدین اور رشتہ داروں کے ترکہ میں مردوں کا حصہ ہے، اور اسی طرح والدین اور رشتہ داروں کے ترکہ میں عورتوں کا بھی حصہ ہے، ترکہ کم ہو یا زیادہ، حصے متعین ہیں'' ۔(نساء:۷)

مہر، نان ونفقہ اور رہائش

ارشادِ ربانی ہے: ''عورتوں کو ان کی مہریں خوش دلی سے ادا کرو'' ۔(النساء:۴) اور ''وسعت والا اپنی وسعت کے موافق بیوی کو خرچ دے اور تنگ دست بھی اللہ کے دئے ہوئے میں سے نفقہ دیا کرے'' (طلاق:۷) اور ''انھیں اپنی حیثیت کے موافق ان مکانوں میں ٹھہراؤ جہاں تم رہتے ہو'' (طلاق:۶) اسی سلسلے میں ارشاد نبوی ہے:

''تم پر بیوی کا حق یہ ہے کہ جب کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب پہنو تو اسے بھی پہناؤ، چہرے پر نہ مارو، اسے بددعا نہ دو، ناراض ہو کر گھر سے باہر نہ نکالو (4421)

ان نصوص سے معلوم ہوا کہ شادی کے بعد، مہر ادا کرنا، نان ونفقہ، اور رہنے کے لیے مکان دینا، بیوی کے بنیادی حقوق ہیں، جو شوہر پر لازم ہیں۔

عورت کے اخلاقی حقوق

مردوں کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ حسنِ معاشرت اختیار کریں، نرمی کا برتاؤ کریں، ان کی ہلکی پھلکی غلطیوں کو نظر انداز کریں، کوئی غلطی نظر آئے تو خوبیوں پر بھی نگاہ ڈال لیا کریں، ان کی دل جوئی کی کوشش کرتے رہیں، ان پر خرچ کرنے کو ثواب کی چیز سمجھیں، دو یا دو سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے ساتھ عدل وانصاف کریں؛ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ''وعَاشِروھنَّ بِالمَعروفِ (النساء:19)'' عورتوں کے ساتھ خوش اسلوبی کی زندگی بسر کرو'' اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انما النساء شقائق الرجال '' عورتیں طبیعت ومزاج میں مردوں کے مشابہ ہوتی ہیں'' (ابوداود:236) ''عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت قبول کرو؛ کیوں کہ وہ تمہارے یہاں مقید ہیں، تم ان سے (حلال طریقے سے) نفع اٹھانے کے علاوہ ان کی کسی اور چیز کے مالک نہیں ہو'' (حاکم:3087) اگر کسی کی دو بیویاں ہیں اور اس کا جھکاؤ کسی ایک کی جانب ہوگیا (جس کی وجہ سے دوسری کی حق تلفی ہوئی تو) وہ قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ جھکا ہوا ہوگا (ابوداؤد:2135) ''میں تمہیں دو کمزوروں کے حق کے سلسلے میں مشقت میں ڈال کر جارہا ہوں: ۱- بیوی، ۲- یتیم کہ ان کی حق تلفی نہ ہو ورنہ مشقت میں پڑ جاؤ گے'' (احمد:9664)۔

عورت کے اختیارات

اسلام نے عورتوں کی عزتِ نفس کا پورا خیال رکھا ہے، اور مختلف مواقع پر اپنے حق میں فیصلہ لینے کا اُسے پورا اختیار دیا ہے، ایک بالغ عورت خرید وفروخت کرنے، اپنے مال میں تصرف کرنے، اپنے مال سے صدقہ کرنے، ہدیہ دینے، اپنا نکاح کرنے یا کسی کو اپنے نکاح کا وکیل بنانے کا پورا اختیار رکھتی ہے، ان سب چیزوں میں دوسرے شخص کا فیصلہ اس کی مرضی کے بغیر، اس پر نافذ نہیں ہوگا، خواہ فیصلہ کرنے والا اس کا باپ ہو، بھائی ہو، شوہر ہو یا کوئی اور؛ گرچہ نکاح کے باب میں مستحب، پسندیدہ اور حیا وصلہ رحمی کا تقاضا یہی ہے کہ عورت یہ معاملہ اپنے اولیاء کے حوالہ کردے؛ تاہم شرعاً اپنے نکاح کی مالک خود وہی ہے اور اس کی رضا واجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

قرنِ اول میں اس ''اختیار'' کی کچھ عمدہ عملی مثالیں بھی ہمیں مل جاتی ہیں مثلاً: ام المومنین حضرت ام سلمہؓ پہلے حضرت ابوسلمہؓ کے نکاح میں تھیں، بیوہ ہوگئیں، عدت گذرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، ساتھ میں حضرت عمرؓ بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں نکاح کا پیغام دیا، آپ تصور کیجئے! یہ پیغامِ نکاح کائنات کی سب سے عظیم ہستی کی طرف سے تھا، جس کی خوشی ساری کامرانیوں کی کلید اور جس کے حکم کا انکار کسی صحابیؓ تو کیا کسی ادنیٰ مسلمان سے ممکن نہیں؛ پھر بھی حضرت ام سلمہؓ یہ کہتے ہوئے نکاح سے معذرت کرلیتی ہیں کہ

''آپ کا پیغامِ نکاح سر آنکھوں پر؛ تاہم میرے بچے زیادہ ہیں، میری عمر بھی اب نکاح کی نہیں رہی، اور میرے اندر غیرت وحیا کا مادہ بہت زیادہ ہے، آپ کی زوجیت میں رہتے ہوئے اگر کبھی میری طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہونچ جائے تو یہ بات میرے لیے ناقابلِ تحمل ہوگی'' (معجم طبرانی)

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور نہ ان پر کوئی دباؤ ڈالا اور نہ ہی کبیدہ خاطر ہوئے؛ ہاں بعد میں حضرت عمرؓ کی کوشش اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمت بندھانے سے آمادہ ہوگئیں اور نکاح ہوگیا۔

مدینہ میں مغیثؓ نامی ایک غلام شخص تھے، بریرہ نام کی ایک خوب صورت باندی سے ان کا نکاح ہوا، مغیث کالے تھے، حضرت عائشہؓ نے بریرہؓ کو خرید کر آزاد کردیا تو اسلامی قانون کی رو سے انھیں مغیث کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا اختیار ملا، وہ مغیث سے بیزار تھیں اور ان سے چھٹکارہ چاہتی تھیں، ادھر شدتِ محبت کی وجہ سے مغیث کسی طرح انھیں کھونا نہیں چاہتے تھے، اب منظر یہ تھا کہ مغیث بریرہ کے پیچھے چکر لگاتے، روتے اور آنسوؤں سے رخسار تر کرلیتے اور لوگوں سے اپنی اہلیہ کو سمجھانے کی التجاء کرتے رہتے، بات بارگاہِ رسالت مآب تک پہونچی، آپ کو مغیث کے حال پر ترس آگیا، آپ... نے بریرہ کو بلوایا، مغیث بھی اس امید پر پہونچ گئے شاید بات بن جائے گی، آپ... نے بریرہ سے کہا: ''اللہ سے ڈرو اور اپنے اختیار کو مغیث کے حق میں استعمال کرلے نہ کہ ان کے خلاف؛ کیوں کہ یہ تیرے شوہر ہیں اور ان سے تیری اولاد بھی ہے''

حضرت بریرہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ...! یہ آپ کا حکم ہے یا سفارش اور مشورہ؟ آپ نے فرمایا: حکم نہیں، سفارش سمجھو، حضرت بریرہؓ نے فرمایا: پھر تو مجھے ان کی ضرورت نہیں؛ چنانچہ ان سے جدا ہوگئیں۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ وغیرہ)۔

اللہ تعالیٰ زوجین کو اپنے اوامر پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

جامعہ ام القریٰ للبنات

زیر اہتمام الامام ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ، رجسٹرڈ 295/18

مین روڈ ہردیا، ڈاکخانہ، متھیابرت، تھانہ چھوڑادانو، ضلع مشرقی چمپارن (بہار) 845302

جامعہ ھٰذا ایک دینی تعلیمی ادارہ ہے جو کئی سالوں سے علاقہ کے غریب بچے اور بچیوں کو تعلیم وہنر سے آراستہ کرنے میں سرگرم عمل ہے، یہاں شعبۂ حفظ، ناظرہ، دینیات تا عربی سوم کی عمدہ تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم نیز بچیوں کے سلائی اور کٹنگ سکھانے کا بھی اچھا انتظام ہے، غریب ونادار طلبہ کی تعلیم ورہائش کا انتظام مفت میں مدرسہ کی جانب سے ہے، مذکورہ درجات میں داخلہ کے خواہش مند طلبہ 9931213781 پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

اہل خیر حضرات سے ادارہ کی ترقی کے لئے زکوۃ وصدقات اور دیگر عطیات سے تعاون کی بھی خصوصی درخواست ہے۔

Branch Name:Ekdari Main Road Hardia A/c- Name:Jamia Ummul Qura Lil Banat

IFSC-SBIN0008184 A/C No:37550725131

رئیس الجامعہ الحاج فکری علی امام واحدی

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے ۲۹ ویں اور ۳۰ ویں فقہی سمینار میں منظور شدہ قراردادیں

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کا ۲۹ واں اور ۳۰ واں فقہی سمینار ریاست تلنگانہ کے دارالسلطنت اور تاریخی، تہذیبی، علمی اور ادبی شہر حیدرآباد کے مشہور ومعروف تحقیقی ادارہ المعہد العالی الاسلامی میں مؤرخہ ۱ تا ۴ اکتوبر ۲۰۲۱ء کو منعقد ہوا_ اکیڈمی کا ۲۹ واں فقہی سمینار ۲۰۱۹ء کے اواخر میں ہونا تھا، لیکن بعض وجوہ اور رکاوٹوں کی وجہ سے منعقد نہیں ہوسکا، پھر کورونا کی وجہ سے ۲۰۲۰ء میں بھی سمینار کا انعقاد ممکن نہ ہوسکا، اب یہ ۲۰۲۱ء کا سال بھی اپنے اختتام کو ہے، لہذا یہ مناسب سمجھا گیا کہ دونوں سمیناروں کو ایک ساتھ منعقد کیا جائے، مختلف اداروں سے رابطہ کے بعد المعہد العالی الاسلامی کے ذمہ داروں نے ہمت کی اور اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے یہاں دونوں سمیناروں کو ایک ساتھ منعقد کرنے کی ہامی بھرلی _ بلاشبہ یہ ادارہ صوری ومعنوی ہر لحاظ سے اسلامک فقہ اکیڈمی کے سمینار کے لئے مناسب تھا، چنانچہ متعینہ تاریخوں میں یہ دونوں سمینار منعقد ہوئے۔

ان دونوں سمیناروں کی کل آٹھ نشستیں ہوئیں، جن میں دو افتتاحی اور اختتامی نشستیں بھی تھیں، افتتاحی اجلاس ۲ اکتوبر کی صبح میں منعقد ہوا، اس میں ملک کے اہم اداروں مثلاً دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم وقف دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، امارت شرعیہ پٹنہ کے علاوہ ریاست ہائے گجرات، مہاراشٹر، تلنگانہ، آندھراپردیش، جھارکھنڈ، اترپردیش، بہار، کیرالا سے تقریباً ایک سو سے زائد ارباب علم ودانش شریک ہوئے، جن میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (آن لائن)، حضرت مولانا نعمت اللہ قاسمی، حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، حضرت مولانا عتیق احمد بستوی، حضرت مولانا محمد عبید اللہ اسعدی، حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی، حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، حضرت مولانا مفتی صادق محی الدین نظامی، حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی، حضرت مولانا ڈاکٹر عبد اللہ جولم، حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی برطانیہ (آن لائن)، اور پروفیسر نجم الحسن (مانو) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

۲۹ ویں سمینار میں چار موضوعات اور ۳۰ ویں سمینار میں دو موضوعات پر بحث ومناقشہ ہوا اور درج ذیل تجاویز متفقہ طور پر منظور کی گئیں:

(1) خواتین کا محرم کے بغیر سفر

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے انتیسویں فقہی سمینار منعقدہ ۲۴ تا ۲۶ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ مطابق ۲ تا ۴ اکتوبر ۲۰۲۱ء کے موضوعات میں سے ایک اہم موضوع ''خواتین کا محرم کے بغیر سفر'' کا ہے، اس موضوع پر موصول ہونے والے تمام مقالات، پھر تیار ہونے والا عرض مسئلہ اور اس پر ہونے والے مناقشات کی روشنی میں درج ذیل تجاویز مرتب کی گئیں:

۱- خواتین کے سفر کے لیے محرم کی شرط کا مدار فتنہ پر ہے، خواہ مسافت قصر کے مقدار مسافت ہو یا اس سے کم مسافت ہو، اس لیے اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو سفر شرعی کی مسافت سے کم کا سفر بھی کسی خاتون کے لئے بغیر محرم کے جائز نہ ہوگا؛ البتہ نماز کے قصر واتمام کا مدار مسافت شرعی کے سفر پر ہوگا۔ ۲- عام حالات میں کوئی عورت سفر شرعی کی مسافت کا سفر تنہا نہ کرے، اگرچہ بظاہر محفوظ نظام سفر ممکن ہو؛ البتہ اگر کوئی اہم ضرورت درپیش ہو اور شوہر یا محرم کی رفاقت ممکن نہ ہو تو محفوظ نظام سفر کے ساتھ سفر کی اجازت ہے۔ ۳- چوں کہ عمرہ اور حج کا سفر طویل ہوتا ہے اور کئی دنوں کا ہوتا ہے، اس پوری مدت میں عورت کو کسی مرد کی مدد کی ضرورت پڑتی رہتی ہے، جو بغیر شوہر یا محرم کے پوری نہیں ہوسکتی ہے، شرعی قباحتوں سے بچنا بہت مشکل ہے، اس لیے بغیر شوہر یا محرم کے محض ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ عورتوں کے لیے سفرِ عمرہ اور حج پر جانا جائز نہ ہوگا- بوڑھی عورتوں کو تو اور زیادہ کسی مرد کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے، اس لیے ان کے لیے بھی بغیر محرم کے صرف ثقہ عورتوں کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ۴- کوئی عورت محرم کے موجود نہ ہونے یا محرم کے اخراجاتِ سفرِ حج کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں بھی حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے سفر حج وعمرہ پر نہیں جاسکتی ہے۔ ۵- البتہ دفعہ ۳ و ۴ میں سفرِ حج کی جو ممانعت مذکور ہے تو جن مسالک میں محرم وشوہر کے بغیر ثقہ عورتوں کے ساتھ بھی سفر حج کی اجازت ہے، ان مسالک کے لوگ اپنے مسلک کے مطابق عمل کرسکتے ہیں۔

(2) سدِّ ذریعہ_ ایک اہم اُصول

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا جدید مسائل کو موضوع بحث بنانے کے ساتھ اُصولی موضوعات کو بھی زیر بحث لاتی ہے؛ تاکہ ان کی ایسی تنقیح ہوجائے کہ نئے پیش آمدہ مسائل پر ان کی مناسب تطبیق ہوسکے، اسی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اکیڈمی نے اپنے ۲۹ ویں فقہی سیمینار منعقدہ ۲۳-۲۴ رصفر ۱۴۴۳ھ مطابق ۱-۲ اکتوبر ۲۰۲۱ء کا ایک موضوع ''سد ذریعہ'' بھی رکھا ہے۔ مقالہ نویس حضرات کی آراء اور بحث ومناقشہ کے بعد درج ذیل تجاویز طے کی گئیں: ۱- وہ اُمور جو بذاتِ خود مباح ہوں؛ لیکن کسی مفسدہ کا باعث بنتے ہوں، ان کو ممنوع قرار دینے کا نام ''سدِّ ذریعہ'' ہے۔ ۲- ''سد ذریعہ'' شریعت میں معتبر ہے اور شریعت کے بہت سے احکام اس پر مبنی ہیں۔ ۳- جن ذرائع کا معصیت تک متعدی ہونا یقینی ہو، یا ظن غالب کے درجہ میں ہو، وہ ناجائز ہیں اور ان کی ممانعت پر بھی اتفاق ہے۔ ۴- جن ذرائع کا حرمت تک متعدی ہونا ظن غالب کے درجہ میں نہ ہو، لیکن بکثرت ہو، ان سے بھی اجتناب کیا جائے۔ ۵- جن ذرائع کا معصیت تک متعدی ہونا نادر ہو وہ شرعاً مباح ہیں۔ ٦- دورِ حاضر کے بہت سے مسائل میں ''سدِّ ذریعہ'' کا اُصول بنیادی کردار ادا کرتا ہے، علماء اور اربابِ افتاء کو چاہئے کہ آج کے عصری مسائل میں اس سے کام لیں، مثلاً: الف: تورّقِ منظم کا عدمِ جواز۔ ب: فحش مناظر دیکھنے کے لیے اینڈرائڈ موبائل، ڈی وی ڈی، وی سی آر اور ایل سی ڈی وغیرہ کے استعمال کا عدم جواز۔

(3) رؤیتِ ہلال سے متعلق چند اہم مسائل

۱- پہلی تاریخ کو اُفق پر چاند کے نمودار ہونے کی جگہ کو مطلع کہتے ہیں، جن جگہوں میں عموماً چاند ایک ہی دن نظر آتا ہے ان کا مطلع شرعاً ایک مانا جائے گا اور ایسی دو جگہیں جہاں عموماً چاند ایک دن پہلے یا بعد نظر آتا ہو تو ان کا مطلع شرعاً الگ مانا جائے گا۔

۲- جن علاقوں کا مطلع ایک ہے، اگر ان کے کسی حصہ میں رؤیت ثابت ہوجائے تو ملک کے دوسرے خطے کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مقامی قاضی یا ہلال کمیٹی کے اعلان کا انتظار کریں؛ البتہ مقامی قاضی اور ہلال کمیٹی کو چاہیے کہ شرعی ضابطے کے مطابق اطمینان کے بعد ہی کوئی فیصلہ کریں۔ ۳- بصری رؤیت ممکن ہے یا نہیں، اور مطلع صاف رہے گا یا نہیں، اس کو جاننے کے لئے فلکیات وموسمیات کے ماہرین سے مدد لینے میں حرج نہیں ہے؛ البتہ ثبوت ہلال کا مدار بصری رؤیت پر ہوگا، فلکیاتی حساب پر نہیں۔ ۴- اگر ۲۹ تاریخ کو فلکیاتی حساب سے بصری رؤیت ممکن نہ ہو تو شہادت قبول کرنے میں حد درجہ احتیاط لازم ہے۔ ۵- مطلع کے صاف نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ زمین سے چاند دیکھنے میں کسی بھی قسم کی رکاوٹ حائل ہوجائے خواہ وہ ابر ہو یا گرد وغبار یا ماحولیاتی کثافت وغیرہ۔ ٦- مطلع صاف ہونے کی صورت میں چاند رمضان کا ہو یا عیدین کا، ایک بڑی تعداد کو چاند نظر آنا ضروری ہے۔ ۷- ثبوتِ ہلال کے لیے موجودہ دور میں اتنا کافی ہے کہ چاند دیکھنے والا معاشرہ میں جھوٹا نہ سمجھا جاتا ہو، نیز فسق وفجور میں بدنام نہ ہو۔ ۸- چاند دیکھنے والے کو چاہیے کہ جہاں قاضی رؤیتِ ہلال کا فیصلہ کرتا ہو وہاں قاضی کے پاس اور جہاں رؤیت ہلال کمیٹی فیصلہ کرتی ہو، وہاں کمیٹی کے پاس جاکر شہادت دے؛ اس لیے کہ چاند کی رؤیت کا اہتمام اور اس کی شہادت بھی عبادت اور کار ثواب ہے۔ ۹- جب قاضی اور رؤیت ہلال کمیٹی تک شہادت نہ پہنچے تو چاند دیکھنے والے پر فوری شہادت دینی ضروری ہے، بلا عذر اس میں تاخیر درست نہیں۔ ۱۱- جہاں قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی ثبوتِ ہلال کا فیصلہ کرتی ہے تو اس حلقہ کے تمام مسلمانوں کے لیے اس پر عمل ضروری ہے، دیگر علاقوں یا پورے ملک کے مسلمانوں پر وہ اعلان حجت نہیں ہوگا، جب تک کہ وہاں کے ذمہ دار اعلان نہ کریں۔ ۱۱- ریڈیو، ٹیلی ویژن یا دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کے متعینہ الفاظ میں اسی کی طرف نسبت کرکے اعلان ہو تو یہ اعلان معتبر اور واجب العمل ہوگا، خواہ اعلان کرنے والا کوئی بھی ہو۔ ۱۲- دائمی کثافت والے ملکوں میں ماہرین فلکیات کے حساب کو مدار بنانے کے بجائے ایسے قریبی ممالک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا جہاں عموماً مطلع معمول کے مطابق رہتا ہو۔ ۱۳- ملک کے متعدد صوبوں میں رؤیت ہلال کا فیصلہ ہوجائے اور یہ خبر ایسے باوثوق ذرائع سے دوسرے صوبوں تک پہنچ جائے کہ عقلاً جھوٹ کا احتمال باقی نہ رہے تو اس خبر کو استفاضہ کے درجہ میں رکھ کر دوسرے صوبے کے قاضی یا ہلال کمیٹی بھی فیصلہ کرسکتے ہیں۔ ۱۴- کسی صوبہ وشہر میں عام رؤیت یا مطلق رؤیت کا ثبوت نہ ہونے کی صورت میں، جب کہ قریبی مقامات میں رؤیت ہوچکی ہو، اعلان کا حق قاضی یا ہلال کمیٹی کو حاصل ہے، ان کے نہ ہونے کی صورت میں یہ حق کسی ایسے عالم ومفتی کو ہوگا جس کی طرف لوگ دینی اُمور میں رُجوع کرتے ہوں، غیر مجاز لوگوں کی طرف سے کیا جانے والا اعلان معتبر نہ ہوگا۔ ۱۵- غیر مجاز لوگوں کی طرف سے اعلان کی صورت میں اگر لوگ روزہ توڑ دیتے ہیں تو صرف قضاء لازم ہوگی۔ ۱٦- ایک شہر یا صوبے میں ایک ہی ہلال کمیٹی ہونی چاہئے، متعدد ہونے کی صورت میں ان کا حتی الامکان باہمی تال میل اور موافقت ضروری ہے؛ تاکہ اُمت کو انتشار سے بچایا جاسکے۔ ۱۷- یہ سمینار علماء، دینی اور ملی تنظیموں اور ملت کی ذمہ دار شخصیتوں سے اپیل کرتا ہے کہ رؤیت ہلال کے سلسلے میں وہ ایک ایسی کمیٹی تشکیل دیں جو ملک کے تمام صوبوں میں قائم رؤیت ہلال کمیٹی اور چاند کا اعلان کرنے والے اداروں سے رابطہ کرکے معلومات حاصل کرے اور شرعی اصولوں کی روشنی میں تحقیق کے بعد صوبائی کمیٹیوں اور اداروں کو اعتماد میں لیتے ہوئے ملک گیر سطح پر رویت ہلال کا اعلان کرے۔ کوشش کی جائے کہ اس میں تمام مسالک کے نمائندے شامل ہوں؛ تاکہ اختلاف وانتشار کی شکل پیدا نہ ہو۔ ۱۸- یہ سمینار مدارسِ اسلامیہ سے اپیل کرتا ہے کہ گزشتہ ادوار کی طرح نصاب میں علم ہیئت کو ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا جائے اور اساتذہ و طلبہ کی اس پہلو سے تربیت کے لیے فنی ماہرین کے پروگرام بھی رکھے جائیں۔

(4) باغات میں پھلوں کی خرید وفروخت

۱- باغ کے پھل کو سال دو سال یا اس سے زائد مدت تک کے لیے پیشگی فروخت کردینے کو ''بیع معاومہ'' اور ''بیع سنین'' کہا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع معاومہ اور بیع سنین سے منع فرمایا ہے؛ لہٰذا اس طرح کی بیع درست نہیں ہے۔ ۲- درخت پر پھل سرے سے ظاہر ہی نہیں ہوا ہو تو یہ بیع ناجائز ہے۔ ۳- درخت پر پھل ظاہر ہوچکا ہے تو اس کی بیع درست ہے۔

۴- اگر درخت پر بور (پھول) آچکے ہوں تو اس کی بیع بھی درست ہے۔ ۵- باغ کے اکثر درختوں میں پھل آگئے ہوں تو تمام درختوں کے پھلوں کی بیع درست ہے۔ ٦- دفعہ نمبر: ۳، ۴، ۵ میں اگر باہمی رضامندی سے پھل پکنے تک چھوڑے رکھیں تو بھی وہ پھل خریدار کے لئے حلال ہے۔ ۷- زمین کے بغیر صرف درختوں کا اجارہ درست نہیں ہے۔ ۸- البتہ اگر یہ صورت اختیار کی جائے کہ باغ کی زمین کو اس کے درختوں کے ساتھ کرایہ پر لے لیا جائے تو یہ درست ہے۔ ۹- باغات کی خرید وفروخت میں بہتر یہ ہے کہ پھل جب تک کھانے کے قابل نہ ہوجائے، اس کی بیع نہ کی جائے۔

(5) کورونا کی وجہ سے پیدا ہونے والے چند اہم مسائل:

کورونا وبا کی وجہ سے جہاں دوسرے شعبہ ہائے حیات میں مشکلات پیدا ہوئیں، وہیں عبادات کے بعض اہم مسائل میں بھی رکاوٹیں پیدا ہوئیں، جن میں سے چند کے احکام یہ ہیں: ۱- کورونا جیسی پابندیوں کے ماحول میں ایک مسجد میں پنج وقتہ اور جمعہ وعیدین کی نماز میں ایک سے زائد جماعت کی اجازت ہوگی؛ البتہ اس کا خیال رکھا جائے کہ ہر جماعت کا امام الگ ہو اور دوسری جماعت تبدیلیٔ ہیئت کے ساتھ ہو۔ ۲- عام حالات میں جب کہ نمازیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو اور ایک مرتبہ میں مسجد کے اندر نہ آسکتے ہوں اور نمازیوں کے مسجد سے باہر نماز ادا کرنے میں دشواریاں پیدا ہوتی ہوں تو اس صورت میں توسیعِ مسجد یا دوسری مسجد کی تعمیر ہونے تک ایک مسجد میں ایک سے زائد جماعت کی گنجائش ہے۔ ۳- کورونا جیسے وبائی دور میں طبی اور انتظامی ہدایات اور تقاضوں کے مطابق مسجد کی جماعت کے علاوہ متعدد مقامات ومکانات میں نماز جمعہ پڑھنا درست ہے_ (البتہ مولانا محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی کو اس رائے سے اتفاق نہیں ہے۔) ۴- جو لوگ کورونا جیسی پابندیوں کی وجہ سے اپنے گھروں میں نماز ظہر پڑھنا چاہتے ہیں، ان کے لیے جماعت سے بھی پڑھنا درست ہے اور انفراداً بھی۔ ۵- اگر کورونا پابندیوں کی وجہ سے میت کو غسل دینا یا تیمم کرانا دشوار ہو تو فریضۂ غسل ساقط ہوجائے گا اور اس پر نماز جنازہ ادا کرنا درست ہوگا۔ ٦- اگر کورونا میت کو کفن مسنون دینا دشوار نہ ہو تو کور پر کفن مسنون پہنانا بہتر ہے اور دشواری کی صورت میں کور ہی کفن کے حکم میں ہوگا۔ ۷- اگر کورونا میت کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کردیا گیا ہو تو اس کی قبر پر اس وقت تک نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے جب تک کہ اس کی لاش کے تغیر کا ظن غالب نہ ہو۔ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

یتیم پوتے کی کفالت کے طریقے

مولانامحمد رضی الاسلام ندوی

اسلام کے نظامِ وراثت پر جواعتراضات کیے گئے ہیں ان میں سے ایک اہم اعتراض یہ ہے کہ اس میں یتیم پوتے کو محروم رکھا گیا ہے۔ یہ اعتراض کرتے ہوئے یتیم پوتے کی غربت ومسکنت اور بے چارگی ولاچاری کو اتنا نمایاں کیا جاتا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر اسے مالِ وراثت میں سے حصہ نہ دیا گیا تو وہ بھوکوں مرجائے گا اور اس کے لیے زندگی گزارنا ناممکن ہوجائے گا۔ اس کے بعد اسلامی شریعت پر نشانہ سادھا جاتا ہے اور بہ بانگ دہل کہا جاتا ہے کہ شرعی قانون ظالمانہ ہے، اس میں بعض مستحقین کی حق تلفی کی گئی ہے، اس لیے وہ موجودہ زمانے کا ساتھ دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

اعتراضات کی شدت سے گھبرا کر ماضی قریب کے بعض مسلم محققین، دانش وروں اور علماء نے اسلامی نظامِ وراثت میں یتیم پوتے کی محرومی سے انکار کیا ہے۔ یہ نقطۂ نظر رکھنے والے بعض افراد اب بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ یتیم پوتے کو اپنے مرحوم باپ کا قائم مقام سمجھا جائے گا اور جو حصہ کسی شخص کے مرنے پر اس کے بیٹے کو ملتا، وہ اس کی زندگی میں بیٹے کے وفات پاجانے کی صورت میں پوتے کو ملے گا۔

یہ دونوں حضرات درحقیقت اسلامی قانونِ وراثت کے ضابطوں، حکمتوں اور باریکیوں سے واقف نہیں ہیں۔ اسی طرح یتیم پوتے سے ان کی ہمدردیاں محض دکھاوا اور فریب ہیں۔ جن طریقوں سے یتیم پوتے کی وقتِ ضرورت مدد کی جاسکتی ہے، ان پر توجہ دینے کے بجائے یہ حضرات دوسرے غلط طریقوں سے اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔

اسلامی قانونِ وراثت کی بنیاد فقر واحتیاج پر نہیں ہے، کہ میت کے پس ماندگان میں جو جتنا ضرورت مند ہو، وراثت میں اس کا اتنا حصہ لگا دیا جائے، بلکہ اس کی بنیاد قرابت، بلکہ قریب ترین قرابت ہے۔ رشتے دار بہت سے ہوتے ہیں، لیکن شریعت میں صرف قریب ترین رشتہ داروں کو مستحقینِ وراثت قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''مردوں کے لیے اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتے داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لیے بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتے داروں نے چھوڑا ہو۔'' (النساء:7)

اس آیت میں 'الاقربون' (قریب ترین رشتے دار) کا لفظ دوبار آیا ہے۔ گویا اس میں یہ صراحت موجود ہے کہ مرد اور عورتیں اپنے والدین اور قریب ترین رشتے داروں سے مالِ وراثت میں حصہ پائیں گے۔ یہی بات حدیث میں بھی کہی گئی ہے۔ اللہ کے رسول کا ارشاد ہے:

الحقوا الفرائض باهلها فما بقى فهو لاء ولى رجل ذكر (بخاری:6732، مسلم: 2615)

''ذوی الفروض کو ان کے حصے دو، پھر جو باقی بچے وہ میت کے قریب ترین مرد رشتے دار کا ہوگا۔''

'ذوی الفروض' سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے حصے قرآن مجید میں صراحت سے بیان کردیے گئے ہیں۔ ان کو دینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ میت کے قریب ترین رشتے داروں، یعنی 'عصبہ' کا ہوگا۔ اس حدیث میں واضح کردیا ہے کہ عصبہ مرد حضرات ہی ہوسکتے ہیں۔ کوئی عورت بذاتِ خود عصبہ نہیں ہوسکتی، بلکہ کسی مرد کے ساتھ شامل ہوکر ہی اسے بہ حیثیت عصبہ وراثت ملتی ہے۔

شریعت نے عصبہ میں بھی ترتیب قائم کی ہے۔ قریب ترین رشتہ دار ہوتو دور کے رشتے دار محروم ہوں گے۔ احادیث میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔

حضرت سعد بن الربیعؓ غزوۂ احد میں شہید ہوئے تو انہوں نے اپنے پیچھے اپنی بیوہ، دو بچیاں اور بھائی کو چھوڑا۔ ان کی بیوہ اپنی بچیوں کو لے کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور شکایت کی کہ سعد کے بھائی نے پورے مال پر قبضہ کرلیا ہے اور ان بچیوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال اور بیوہ کو آٹھواں حصہ ملے گا اور جو کچھ باقی بچے وہ بھائی کا ہوگا۔ (ابوداؤد:2892، ترمذی:2092، ابن ماجہ:2720)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بھائی بہن سگے بھی ہوں اور سوتیلے بھی، تو سگے بھائی بہن وارث ہوں گے، ان کی موجودگی میں سوتیلے بھائی بہن وارث نہ ہوں گے''۔ (ترمذی: 2094، ابن ماجہ:2739)

یتیم پوتے کی محرومی کی وجہ

اس تفصیل سے بہ خوبی سمجھا جاسکتا ہے کہ اسلامی شریعت میں یتیم پوتے کی وراثت سے محرومی کی اصل وجہ کیا ہے؟ مثال کے طور پر کسی شخص کے پانچ بیٹے ہیں۔ سب کی شادی ہوچکی ہے اور وہ صاحبِ اولاد ہیں۔ ان میں سے ایک بیٹے کا انتقال باپ کی موجودگی میں ہوجاتا ہے، بعد میں باپ کا انتقال ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے پس ماندگان میں چار بیٹے اور دوسرے رشتے دار ہیں، جن میں مرحوم بیٹے کی اولاد یعنی پوتے بھی ہیں۔ اب مالِ وراثت کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ اگر کچھ ذوی الفروض ہیں تو ان کا حصہ نکالنے کے بعد بقیہ مال چاروں بیٹوں میں بہ حیثیت عصبہ تقسیم ہوگا۔ چوں کہ بیٹے میت کے قریب تریب رشتے دار (عصبہ) ہیں، اس لیے وہ مستحق ہوں گے، ان کی موجودگی میں دور کے رشتے داروں کو کچھ نہ ملے گا، جن میں پوتے بھی شامل ہیں۔

وراثت کا مسئلہ اصلاً کسی شخص کی زندگی میں نہیں، بلکہ اس کے مرنے کے بعد اٹھتا ہے۔ جب اس کی زندگی میں اس کے ایک بیٹے کا انتقال ہوگیا ہے اور اس شخص کی موت کے وقت وہ موجود ہی نہیں ہے تو اس کا کیوں کر حصہ لگایا جائے گا؟ اور جب اس کا کوئی حصہ نہیں تو اس کے بیٹے کیوں کر مستحق ہوں گے؟

یتیم پوتے کی وراثت سے محرومی کے متبادل طریقے

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یتیم پوتے کو اسلامی شریعت نے بے یار ومددگار چھوڑ دیا ہے اور اس کی کفالت کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے۔ شریعت نے کفالت کا جو نظام بنایا ہے اس پر صحیح طریقے سے عمل کیا جائے تو سماج کا کوئی فرد بے یار ومددگار نہیں رہے گا۔

یتیم پوتے کی کفالت درج ذیل طریقوں سے ممکن ہے:

(1) سورۂ بقرہ آیت نمبر 233 میں ایک حکم بیان کیا گیا ہے کہ اگر زوجین میں اختلاف اور منافرت کے بعد علیٰحدگی ہوگئی ہو اور ان کا شیر خوار بچہ ہو تو ماں کو چاہیے کہ وہ اس کو دودھ پلائے اور باپ پر لازم ہے کہ وہ بچے کو دودھ پلوانے کے اخراجات برداشت کرے۔ اس آیت کا ایک ٹکڑا ہے: وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ''ویسا ہی وارث پر بھی ہے۔'' یعنی اگر بچے کا باپ نہیں ہے تو اس کی کفالت کی ذمہ داری اس شخص پر ہے جو اس بچے کی وفات کی صورت میں اس کی وراثت پانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ اس سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ یتیم پوتے کی کفالت کی ذمہ داری اس کے قریبی رشتہ داروں پر ہے۔ بہ الفاظ دیگر یتیم پوتے کے جو چچا اپنے باپ کے وارث ہوں گے، وہی اپنے یتیم بھتیجے کی کفالت کے بھی ذمہ دار ہوں گے۔

(2) اسلامی شریعت میں وصیت کا قانون موجود ہے، جس کے ذریعہ ان رشتہ داروں کی مدد کی جاسکتی ہے جو وراثت میں سے حصہ نہ پاتے ہوں۔

آیاتِ وراثت نازل ہونے سے پہلے وصیت کا حکم دیا گیا تھا:

''تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آئے اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ رہا ہو، تو والدین اور رشتے داروں کے لیے معروف طریقے سے وصیت کرے۔'' (البقرہ:180)

آیاتِ وراثت نازل ہوئیں، جن میں میت کے والدین اور قریبی رشتے داروں کے حصے متعین کردیے گئے تو ان کے سلسلے میں وصیت کا حکم منسوخ ہوگیا، لیکن وراثت نہ پانے والے رشتے داروں اور دیگر امورِ خیر کے لیے یہ حکم باقی رہا۔ چنانچہ آیاتِ وراثت میں بار بار کہا گیا ہے کہ وراثت کی تقسیم وصیت کو نافذ کرنے کے بعد کی جائے گی:

مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ (النساء:11)

''جب کہ وصیت جو انھوں نے کی ہو، پوری کردی جائے اور قرض، جو انھوں نے چھوڑا ہو، ادا کردیا جائے۔''

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحتاً مروی ہے کہ وارثین کے حق میں وصیت نہیں کی جاسکتی۔ (ترمذی: 2121، ابن ماجہ:2712) اسی طرح ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت بھی جائز نہیں ہے۔ (بخاری:2743، مسلم:1629) اس بنا پر فقہاء نے لکھا ہے کہ غیر وارث رشتے داروں کے حق میں تہائی مال کی وصیت کرنا بعض حالات میں جائز، بعض حالات میں مستحب اور بعض حالات میں واجب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یتیم پوتے کے حق میں وصیت کرکے بھی اس کی ضروریات پوری کی جاسکتی ہیں۔ دادا کو چاہیے کہ اگر اس کے کسی بیٹے کا انتقال اس کی زندگی میں ہوجائے تو وہ اپنے پوتوں اور پوتیوں کے حق میں حسبِ ضرورت اپنے ایک تہائی مال تک کی وصیت کردے، تاکہ اس کے مرنے کے بعد وہ وراثت سے محرومی کی وجہ سے بے سہارا نہ ہوجائیں۔

(3) قرآن مجید میں وارثوں کے لیے ایک حکم یہ موجود ہے کہ جب مالِ وراثت تقسیم ہونے لگے تو اس میں سے ان رشتے داروں کو بھی کچھ دیں جنھیں شرعی طور پر حصہ نہ مل رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور جب تقسیم کے موقع پر کنبہ کے لوگ اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس مال میں سے ان کو بھی دو اور ان کے ساتھ بھلے مانسوں کی سی بات کرو۔'' (النساء:۸)

مفسرین نے لکھا ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک آیاتِ میراث نازل ہونے کی بعد اس آیت کا حکم منسوخ ہوگیا، لیکن حضرت ابن عباسؓ اور متعدد تابعین وفقہاء اس کے عدمِ نسخ کے قائل ہیں۔ (ملاحظہ کیجیے، تفسیر ابن کثیر اور دیگر تفسیریں)

اس آیت سے رہ نمائی ملتی ہے کہ وارثین کو ان رشتے داروں کا خیال رکھنا چاہیے اور حسبِ ضرورت ان کی مالی مدد کرنی چاہیے، جو وراثت میں حصہ نہیں پاتے۔

(4) قرآن مجید میں صلہ رحمی کی تاکید کی گئی ہے اور قطع رحمی سے روکا گیا ہے۔ اس موضوع پر کثرت سے آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ سے ڈرو، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتے وقرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔'' (النساء: 1) ان لوگوں کو دانش مند کہا گیا ہے جو دیگر اوصاف کے ساتھ ان رشتوں کی پاس داری کرتے ہیں، جنھیں برقرار رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ (النساء: 21) اور ان لوگوں پر لعنت بھیجی گئی ہے اور آخرت میں برے ٹھکانے کی خبر دی گئی ہے جو ان رشتوں کو کاٹتے ہیں جنھیں جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ (النساء:25)

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا يدخل الجنة قاطع (بخاری:5984، مسلم:2556) 'رشتوں کو کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا'۔

آخر میں ایک اور پہلو کی طرف توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ معترضین اس موضوع کو اس انداز سے اٹھاتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے، دادا ہر حال میں مال دار اور پوتا ہر حال میں غریب، نادار اور بے کس وبے سہارا ہوتا ہے، حالاں کہ یہ دونوں باتیں مفروضے پر مبنی ہیں۔ بہت سے مواقع پر دادا خود غریب اور اپنے بیٹوں کے سہارے کا محتاج ہوتا ہے اور بہت سے مواقع ایسے بھی ہوتے ہیں جب پوتے کو کسی طرح کے مالی سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی، اس لیے کہ اسے اپنے باپ سے اچھی خاصی جائداد اور مال ملتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام کا نظامِ وراثت بڑی حکمتوں پر مبنی ہے۔ اس کے اصولوں کے مطابق اگر یتیم پوتے کو اس میں حصہ نہیں دیا گیا ہے تو وقتِ ضرورت اس کی حاجت روائی اور کفالت کے دیگر پختہ انتظامات کردیے گئے ہیں۔

Scanned with CamScanner

مجھے امارت شرعیہ پر رشک آتا ہے

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی ؒ

انگریزوں کے عہد حکومت کے آخری دور میں جب تحریک خلافت نے مسلمانوں کے دینی وملی شعور کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، انتشار و پراگندگی کی زندگی اور اس کے بدترین نتائج ان کی آنکھوں کے سامنے آئے، مختلف بیرونی واندرونی اسباب کی بناء پر اجتماعی زندگی کا جذبہ ان کے اندر بیدار ہوا، الغاء خلافت نے ان کے دلوں کو زخمی کرکے رکھ دیا، انگریزی عدالتوں کے فیصلوں، غیر مسلموں کی تقلید، موروثی وعرفی قوانین وراثت اور روایات وعادات، شریعتِ اسلامی سے انحراف اور اس نعمتِ عظمیٰ کی ناقدری کی نحوستیں، مسلمان عورت کی مظلومی اور نظامِ امارت کے نہ ہونے کی وجہ سے اس کو اس کا صحیح حق دلانے اور اس کو مصائب ومشکلات سے بچانے کی دقتوں نے (جنہوں نے کبھی اس کو ارتداد اور کبھی اس کو حرام کے سایہ میں پناہ لینے پر آمادہ کردیا) ان کی آنکھیں کھول دیں اور ان میں سے حساس اور دردمند اصحاب کی راتوں کی نیند حرام کردی۔

یہ بے چینی ہندوستان میں اپنے اپنے مبلغ علم اور اپنی اپنی درمندی اور احساس کے درجہ کے مطابق عام تھی، لیکن اس سلسلہ میں قیادت ورہنمائی اور سبقت واولیت کی سعادت اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب کی قسمت میں رکھی تھی، ہندوستان میں شاید بہت کم لوگ اس سے واقف ہیں کہ مولانا کو اگرچہ علمی حلقوں میں وہ ناموری اور شہرت حاصل نہیں ہوئی جس کے وہ مستحق تھے، لیکن میرے محدود علم میں ان کا جیسا دقیق النظر اور عمیق العلم عالم دور دور نہ تھا، فقہ، اصول فقہ پر ان کی بڑی گہری نظر تھی، سیاست وتمدن اور تاریخ کا بھی انہوں نے گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا، خاص طور پر قانونی ودستوری باریکیوں اور ہندوستان کے دستور اور سیاسی نظاموں سے وہ گہری دلچسپی رکھتے تھے اور ان کا انہوں نے بنظر غائر مطالعہ کیا تھا، ان کے تکلم وخطابت اور تحریر وانشاء کے حصہ کی قوت وصلاحیت بھی (جس سے ان کے بہت سے معاصرین نے عام طور پر بڑی فیاضی سے کام لیا) مسلمانوں کے موجودہ حالات، مستقبل کے خطروں اور ہندوستان میں ان کے مقام کے تعین کے مسئلہ پر صرف ہوئی تھی، وہ بدلتے ہوئے ہندوستان کو اپنی چشم بصیرت سے اس طرح دیکھ رہے تھے، جیسا کہ ہم میں سے بہت سے لوگ اس وقت چشم بصارت سے بھی نہیں دیکھ پارہے ہیں، وہ اقبال کی زبان میں ہر وقت زبان حال سے گویا تھے ؎

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پر آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

مجھے دار العلوم دیو بند میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کے دولت کدہ پر ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں پہلی بار ان کی زیارت اور بار باران کی مجلسوں اور صحبتوں میں شرکت اور یکجائی کی سعادت حاصل ہوئی، میں نے مولانا مدنیؒ کو کسی کا ان سے زیادہ احترام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، یہ میری نوعمری اور طالب علمی کا زمانہ تھا، اس لئے میں ان کے علمی وذہنی مقام کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتا تھا، پھر جب خوش قسمتی سے ان کو مولانا مدنیؒ کی رفاقت میں دو تین ہفتے برادر معظم ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب کے مکان پر لکھنؤ میں مدح صحابہؓ تحریک کے سلسلہ میں ۱۹۳۸ء میں قیام رہا، تو میں نے ان کو اور زیادہ قریب سے اور علم وشعور کی اس منزل میں دیکھا، جب مطالعہ وتجربہ کچھ آگے بڑھ چکا تھا، پھر اپنے محبوب ومخلص دوست مولانا مسعود عالم صاحب ندوی جو ان کے نہایت گرویدہ اور معتقد تھے اور جنہوں نے ان کے حالات کمالات کے تعارف میں "محاسن سجادؒ" کے نام سے کتاب لکھی ہے، جو ان کی سب سے بہتر سوانح کہی جاسکتی ہے، ان سے متعلق بہت کچھ سنا، ان کے علاوہ فاضل گرامی مولانا سید سید مناظر احسن گیلانیؒ اور حضرت الاستاذ علامہ سید سلیمان ندویؒ سے ان کے بلند کلمات سنے، رفیق محترم مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر "الفرقان" بھی مولانا کے متعلق میری معلومات کا ذریعہ ہیں، وہ دین وعلم کے بعض شعبوں میں ان کی انفرادیت کے قائل ہیں۔

غرض امارت شرعیہ کے قیام کی تحریک اور اس کا علمی وفقہی ودستوری خاکہ مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل درمند وار جمن کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان سے اس عہد اخیر میں وہ عظیم خدمت لی، جس کی نظیر (مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتِ تبلیغ کو چھوڑ کر) اس نصف صدی میں نہیں ملتی، ان کے ذریعہ ہندوستان کی ایک اہم اور مردم خیز ریاست (صوبہ بہار واڑیشہ) امارت شرعیہ کے برکات سے متعارف ومستفید ہوئی، اس تحریک کی بڑی خوش قسمتی تھی کہ اس کو اپنے پہلے ہی مرحلہ میں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ بانی وناظم ندوۃ العلماء کی تائید وحمایت اور بقیۃ السلف حضرت مولانا شاہ بدر الدین صاحب کی سرپرستی حاصل ہوئی، آخر الذکر اس کے امیر اول منتخب ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو جو مقبولیت عامہ، وجاہتِ دینی اور ہر طبقہ کا اعتماد عطا فرمایا تھا، اس کی وجہ سے یہ کوشش جلد بار آور، قابلِ اعتماد اور سارے ہندوستان کی مرکز توجہ بن گئی، بہار واڑیسہ کا صوبہ بھی بڑا خوش قسمت ہے کہ اس کا پہلا تجربہ اور اس شجر طوبیٰ کا پہلا ثمر شیریں اس کے حصہ میں آیا، میں نے کئی بار یہ بات کہی ہے کہ اگر مجھے ہندوستان کے کسی صوبہ پر رشک آتا ہے تو بہار پر اور اگر بہار پر رشک آتا ہے، تو امارت شرعیہ کی وجہ سے، کہ وہاں کے مسلمان اس کی بدولت ایک ایسی زندگی گذار رہے ہیں جو معتبر اسلامی زندگی سے قریب تر اور جاہلی وغیر اسلامی زندگی سے بعید تر ہے۔

بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کا صوبہ بھی بڑا خوش قسمت ہے کہ اس کا پہلا تجربہ اور اس شجر طوبیٰ کا پہلا ثمر شیریں اس کے حصہ میں آیا، میں نے کئی بار یہ بات کہی ہے کہ اگر مجھے ہندوستان کے کسی صوبہ پر رشک آتا ہے تو بہار پر اور اگر بہار پر رشک آتا ہے، تو امارت شرعیہ کی وجہ سے، کہ وہاں کے مسلمان اس کی بدولت ایک ایسی زندگی گذار رہے ہیں جو معتبر اسلامی زندگی سے قریب تر اور جاہلی وغیر اسلامی زندگی سے بعید تر ہے۔

حضرت مولانا شاہ بدر الدین صاحبؒ امیر شریعت اول بہار کے بعد ان کے خلیفہ وفرزند ارجمند حضرت مولانا شاہ محی الدین صاحب امیر شریعت مقرر ہوئے، ان دونوں بزرگوں کی موجودگی میں مولانا محمد سجاد صاحبؒ بدستور نائب امیر شریعت رہے اور وہی درحقیقت اس پورے نظام کا دماغ اور مرکزِ اعصاب تھے، امیر شریعت کی شکل میں قلبِ دردمند اور نائب امیر شریعت کی شکل میں ذہن بیدار اس نظام کو حاصل تھا، دل ودماغ کے اس تعاون نے اس نظام میں وہ اعتدال وتوازن اور عوام وخواص کا وہ اعتماد پیدا کردیا، جو ایسی عظیم تنظیم اور تحریک کے لئے ضروری ہے، افسوس ہے کہ ۱۹۴۰ء میں مولانا سجاد صاحبؒ نے وفات پائی۔

یہ خلاء پر ہونا بظاہر حالات آسان نہ تھا، لیکن رضا بالقضاء کے سوا کیا چارہ تھا۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ میں امیر شریعت ثانی نے بھی رحلت فرمائی اور حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحبؒ کا بحیثیت امیر ثالث انتخاب ہوا، ۱۳۷۶ھ میں امیر شریعت ثالث نے بھی رحلت کی۔

اب ملک کے حالات اتنی تیزی سے بدلتے جارہے کہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ایک نیا ہندوستان وجود میں آرہا تھا، جس میں مسلمانوں بحیثیت ایک حامل شریعت اور صاحب شخصیت ودعوت ملت کے، جس کے متعلق ترجمان حقیقت نے صحیح طور پر کہا تھا ؎

اپنی ملت کو قیاس اقوام غالب پر نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

کے کام اور مقام کا تعین اور ہندوستان کے سیاسی، تمدنی پر قانونی چوکھٹے میں اس کو ایسی جگہ دلانا جو اس کے عقیدہ اور نظام زندگی کے مطابق اور ایک آزاد جمہوری ملک میں ممکن العمل ہو، خاص دینی وعلمی صلاحیتوں کا طالب تھا، اس کے لئے علمی ودینی رسوخ واستقامت کے ساتھ، ذہن کی وسعت، حالات حاضرہ سے باخبری، سیاسی تحریکات اور قانونی ودستوری تبدیلیوں سے گہری واقفیت، مل کر کام کرنے اور دوسروں کا تعاون واعتماد حاصل کرنے کی صلاحیت، جمود وتجدد کے درمیان نقطۂ اعتدال، علمی جد وجہد اور مستعدی وسرگرمی کی عادت، یہ سب صلاحیتیں درکار تھیں، جو جدید ہندوستان کے ایک ایسے خطہ کے امیر شریعت کے لئے لابدی ہیں، جو سیاسی وعملی بیداری کا ایک بڑا مرکز ہے۔

چنانچہ جب انتخاب کا مسئلہ سامنے آیا، تو بعض ایسے لوگوں نے جن کی حالات پر نظر تھی اور زمانہ کی نزاکت کا احساس رکھتے تھے، از خود مولانا سید منت اللہ صاحب رحمانی کے انتخاب کا مشورہ دیا، اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا، چنانچہ شعبان ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۷ء میں سوپول ضلع دربھنگہ کے مقام پر ایک بڑے اجتماع میں ان کا بحیثیت امیر شریعت رابع انتخاب عمل میں آیا۔

پھر واقعات نے ثابت کردیا کہ یہ انتخاب برمحل تھا، ان کے دور امارت میں امارت کا کام زیادہ وسیع ہوگیا، کئی نئے شعبوں کا آغاز ہوا، دار القضاء کھلے، قاضیوں کے فیصلے کی اپیل کے سلسلہ میں شرعی فیصلوں کی اہمیت اور ان کے احترام کا اظہار ہوا، قضاۃ کی تربیت کا نظم کیا گیا، قاضیوں کا تقرر عمل میں آیا، سند قضاء دینے کا سلسلہ شروع ہوا، دار الافتاء کی مزید تنظیم ہوئی، بیت المال کی توسیع ہوئی، تحفظ مسلمین اور تبلیغ کے شعبے قائم ہوئے گاؤں اور اضلاع سے ربط قائم کیا گیا، مسلمان عورتوں کے حقوق کی نگرانی، مشرکانہ مراسم اور اخلاقی مفاسد اور عادات بد کی مخالفت اور اصلاح ذات البین کی کوششوں کو تیز کیا گیا، فرقہ وارانہ فسادات میں مفید خدمات انجام دی گئیں، نئے پیدا ہونے والے مسائل میں جو نئی قانون سازی کے نتیجہ میں پیدا ہوئے تھے، مسلمانوں کی رہنمائی اور حکومت کو توجہ دلائی گئی۔

اسی طرح کے بہت سے کام ہیں، جو امیر شریعت رابع اور ان کے لائق رفقاء وشرکاء کار کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہیں۔

آخر میں مسلم پرسنل لاء کے تحفظ وبقاء کے سلسلہ میں وہ جو قائدانہ کردار ادا کیا، وہ کسی سے مخفی نہیں۔

کوئی انسانی کوشش نقائص اور کوئی شخصیت کمزوریوں سے پاک نہیں قرار دی جاسکتی: "فلاتزکوا انفسکم" تجزیہ کاروں نے یہ بھی کہا ہے اور صحیح کہا ہے کہ

"نہ کردن یک عیب وکردن صد عیب"

امارت شرعیہ بہار واڑیسہ اور خود امیر شریعت کی ذات بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں، مگر انہوں نے قائدانہ صلاحیتوں سے جو تاریخ رقم کی وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے، مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کے بعد چھٹے امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدینؒ ہوئے اور امارت شرعیہ کا کام بہت آگے بڑھا، تاہم بہار میں خصوصیت کے ساتھ ابھی بہت سے مسائل اور زندگی کے شعبے توجہ طلب ہیں، بہت سے رسم ورواج جو مسلمانوں نے غیر مسلموں اور برادرانِ وطن سے سیکھے ہیں، مسلمانوں کی زندگی کو عذابِ جان اور شادی کو غمی میں تبدیل کئے ہوئے ہیں، ان سب کی طرف سے امارت شرعیہ کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

Scanned with CamScanner

اعـــلان مفقـــود الخبـــری

معاملہ نمبر ۴۹/۲۵۵/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مہدولی، دربھنگہ)

نام اجمیری خاتون بنت محمد فدا حسین مقام بلاہی ڈاکخانہ نہرا ضلع دربھنگہ۔ فریق اول

بنام

نام محمد فرقان ولد محمد فیاض مقام وڈاکخانہ بدن پور ضلع ارریہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مہدولی، دربھنگہ میں عرصہ پانچ سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور تمام حقوق زوجیت سے محرومی کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۰ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۷ اکتوبر ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت دارالقضاء امارت شرعیہ مہدولی، دربھنگہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۳/۱۰۹۰/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مادھوپارہ، پورنیہ)

نام سیما خاتون بنت محمد سجاد مقام بھمیٹ ڈاکخانہ سری پور ضلع پورنیہ۔ فریق اول

بنام

نام محمد عبدالوارث ولد عبدالقیوم مقام وڈاکخانہ چسمری ضلع پورنیہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف تقریباً دوسال سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناپر دارالقضاء امارت شرعیہ مادھوپاڑہ پورنیہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳۰ اکتوبر ۲۰۲۱ء مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ روز سنیچر پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۸۶/۲۴۳۱۵/۱۴۴۲ھ

نام رافعہ پروین بنت محمد آصف مقام عالم گنج پیرویس ڈاکخانہ گلزار باغ ضلع پٹنہ۔ فریق اول

بنام

نام ارشاد احمد ولد کلیم احمد مرحوم مقام پکی گوریا نزد اشرف کلینک پٹنہ سیٹی ڈاکخانہ جھاؤ گنج ضلع پٹنہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں تقریباً ایک سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴ ربیع الاول ۴۳ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۲۰۲۱ء روز جمعرات کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۷/۱۰۸۴/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مادھوپارہ، پورنیہ)

نام بی بی روبیہ خاتون بنت محمد اسلام الدین مقام لال گنج پچھم ٹولہ وارڈ نمبر ۶، ڈاکخانہ لال گنج ضلع پورنیہ۔ فریق اول

بنام

نام محمد منور علی ولد محمد انعام الحق مقام عالم ٹولہ وارڈ نمبر ۱۳، ڈاکخانہ فاربس گنج ضلع ارریہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء مادھوپاڑہ پورنیہ میں تقریباً دس سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۵ ربیع الاول ۴۳ھ مطابق ۲ نومبر ۲۰۲۱ء روز پیر کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱/۳۱/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ لوہردگا)

نام اسمون خاتون بنت روجن انصاری مقام تلونا واٹانو، پوسٹ نوکرپی ضلع رانچی۔ فریق اول

بنام

نام حفیظل انصاری ولد ابول انصاری مقام لاواگائیں، پوسٹ لاواگائیں ضلع لوہردگا۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء مدرسہ رشیدیہ لوہردگا میں تقریباً چھ ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بنا پر فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۹ ربیع الاول ۴۳ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۲۰۲۱ء روز منگل کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۸/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدھے پور، مدھوبنی)

نام گل چمن پروین بنت محمد امام الدین انصاری مقام لوفا ڈاکخانہ لوفا ضلع مدھوبنی۔ فریق اول

بنام

نام سہیل ولد اسلام مقام اسلام نواب پٹوڈیہا ڈاکخانہ پٹوڈیہا ضلع گڑگاؤں (ہریانہ)۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول گل چمن پروین بنت محمد امام الدین انصاری نے آپ کے خلاف نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء مدھے پورہ، مدھوبنی میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۸ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۴ نومبر ۲۰۲۱ء روز جمعرات کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۰۳/۲۳/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ توپسیا)

نام شمع جمال بنت جمیل اختر مقام 18B کسٹیا مسجد باڑی لین تھانہ تلجلا ڈاکخانہ تلجلا ضلع کولکاتا ۳۹۔ فریق اول

بنام

نام شہزاد عالم ولد بدر عالم مقام P-233 صدیق مینشن پارک اسٹریٹ تھانہ کڑایا ضلع کولکاتا ۱۷۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف عرصہ ۹ ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء توپسیا میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۳ نومبر ۲۰۲۱ء روز بدھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۰۷/۲۷/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ توپسیا روڈ، کولکاتا)

نام فردوسی پروین بنت محمد جاوید مقام موسیٰ پور ڈاکخانہ سوہ سرائے ضلع نالندہ۔ فریق اول

بنام

نام محمد سجاد (پھیکو باڑی والا) ولد محمد رزاق مقام 35/3/F/1 توپسیا روڈ ڈاکخانہ تلجلا ضلع کولکاتا ۳۹۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف تقریباً ایک سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناپر دارالقضاء امارت شرعیہ توپسیا روڈ کولکاتا میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲ نومبر ۲۰۲۱ء مطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ روز منگل پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

بقیات

(بقیہ امارت شرعیہ- ملک کی ایک مثالی دینی وشرعی تنظیم)

۹-المعہد العالی:

امارت شرعیہ کے شعبۂ افتاء وقضاء کے تحت فقہ اسلامی سے خصوصی مناسبت رکھنے والے فضلاء مدارس کی تربیت کا کام ''المعہد العالی'' کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔اس میں ہر سال شوال کے مہینہ میں صوبہ وبیرون صوبہ کے باصلاحیت علماء کا داخلہ لیا جاتا ہے۔اس کا نصاب دو سالہ ہے، اس میں درس کے ساتھ افتاء کی عملی تربیت، قضاء کے مقدمہ کی سماعت اور فیصلہ لکھنے کی عملی مشق کرائی جاتی ہے،اس شعبہ سے بہت سے ایسے علماء تربیت پاکر نکل چکے ہیں جو ملک کے مختلف حصوں میں افتاء وقضاء اور درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

۱۰-دار العلوم الاسلامیہ:

حالات وضرورت کے پیش نظر مورخہ ۲۸ جنوری ۲۰۰۰ء روز جمعہ کو امارت شرعیہ بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ کی نگرانی میں ایک دینی وتعلیمی ادارہ ''دار العلوم الاسلامیہ'' کے نام سے قائم ہوا جو رضا نگر گون پورہ پھلواری شریف پٹنہ میں واقع ہے۔ جہاں حفظ وتجوید کے علاوہ فضیلت تک کی تعلیم ہورہی ہے اور تعلیم وتربیت وطعام وقیام کا بہترین نظم ہے۔جس کی وجہ سے یہ ادارہ روزافزوں ترقی پر ہے اور عوام وخواص کو اعتماد حاصل ہے۔چار سو سے زیادہ طلبہ کے طعام وقیام کا نظم من جانب ادارہ ہے، یہ ادارہ امارت شرعیہ بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ کی نگرانی میں قائم ہے لیکن چونکہ اس کے اخراجات مستقل ہیں اور مستقبل میں مزید اخراجات کی توقع ہے اس لیے اس کے حساب وکتاب کا نظم بیت المال امارت شرعیہ سے الگ رکھا گیا ہے۔

۱۱-وفاق المدارس الاسلامیہ:

ہندوستان میں دینی مدارس نے شرعی علوم کی حفاظت وترویج اور نئی نسل کی دینی تعلیم وتربیت کا عظیم الشان فریضہ انجام دیا ہے۔ ہمارے صوبہ بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ میں یہ مدارس ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ان مدارس کی ایک بڑی تعداد بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ سے ملحق ہے اور انہیں سرکاری امداد بھی ملتی ہے۔ان کے علاوہ بڑی تعداد ان آزاد دینی مدارس کی ہے جو ملحق نہیں ہیں۔ایسے مدارس کے درمیان ربط وہم آہنگی پیدا کرنے، ان کے معیار تعلیم کو بلند کرنے کے لیے امارت شرعیہ کے تحت ''وفاق المدارس الاسلامیہ'' کا قیام ہوا ہے، جس کے ذریعہ یکساں نصاب تعلیم کا اجراء، اساتذہ کی ٹریننگ اور مدارس کے سالانہ امتحان کا نظم ہوتا ہے۔

۱۲-کتب خانہ:

کتب خانہ امارت شرعیہ کی مرکزی بلڈنگ کی دوسری منزل کے ایک وسیع ہال میں واقع ہے جس میں مختلف علوم وفنون کی چھ ہزار کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔علمی وتحقیقی کام کرنے والے حضرات صوبہ وبیرون صوبہ سے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ضرورت ہے کہ اس لائبریری کو مزید علمی وتحقیقی مراجع وفتاویٰ سے آراستہ کیا جائے تاکہ علمی وتحقیقی کام کرنے والے پوری طرح استفادہ کر سکیں۔

۱۴-امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ:

امارت شرعیہ نے دینی تعلیم کے فروغ کے ساتھ اعلیٰ ٹیکنیکل تعلیم کو عام کرنے پر توجہ دی ہے۔اس کے لیے ''امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ'' قائم ہے۔اس ٹرسٹ کے ذریعہ آٹھ ٹیکنیکل ادارے پھلواری شریف، دربھنگہ، پورنیہ، راورکیلا اور ساٹھی (مغربی چمپارن) میں چل رہے ہیں۔رانچی، بہار شریف، گریڈیہ اور کٹیہار میں انسٹی ٹیوٹ کی تعمیر کا کام جاری ہے۔اسی طرح عام انسانی خدمت کے لیے مولانا سجاد میموریل اسپتال پھلواری شریف میں قائم ہے جس میں آؤٹ ڈور کے ساتھ عورتوں وبچوں کے لیے بیڈ کا نظم ہے۔غریب مریضوں کو مفت دوائیں بھی دی جاتی ہیں۔ اس کے تحت پیتھالوجی، آنکھ کے علاج، اکسرے، ٹیکہ وغیرہ کا بھی نظم ہے۔ ہر سال آنکھ کے آپریشن کا مفت کیمپ بھی لگتا ہے۔اس کے تحت تین ایمبولینس گاڑیاں ہیں جو ۲۴ گھنٹے خدمت کے لیے تیار رہتی ہے۔ٹرسٹ کو انکم ٹیکس میں چھوٹ کی سہولت حاصل ہے۔جس کے تحت معاونین رقم دے کر انکم ٹیکس سے چھوٹ کی سرٹیفکیٹ حاصل کرسکتے ہیں۔اس کے علاوہ پٹنہ سیٹی، برلا مندر سبزی باغ، جمشید پور اور راورکیلا میں ہیلتھ سینٹر قائم ہیں۔جہاں سے ہزاروں لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔

ملک کے اہل خیر حضرات سے اپیل

امارت شرعیہ بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ ایک ایسی شرعی تنظیم ہے جس کی اساس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ بیت المال امارت شرعیہ کا ایک اہم شعبہ ہے، جس کے ذریعہ امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات کام کرتے ہیں اور اہم دینی خدمات انجام پاتے ہیں، اس سے بیواؤں، یتیموں، طلباء ومعلمین، نادار لڑکیوں کی شادی اور دوسرے اہل حاجت کی امداد ہوتی ہے، فرقہ وارانہ فسادات اور قدرتی حادثات جیسے سیلاب، آتشزدگی اور زلزلہ میں تباہ ہونے والوں کی امداد بھی بیت المال کے ریلیف فنڈ سے کی جاتی ہے، بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ کے پسماندہ مسلم علاقوں میں پانچ سو مکاتب قائم کئے گئے ہیں۔امارت شرعیہ بڑے پیمانے پر ریلیف وبازآبادکاری کے کام بھی کرتی ہے۔۲۰۱۸ء-۲۰۱۹ء میں ماب لنچنگ میں جو بے قصور افراد مارے گئے ان کے ورثاء کی خاطر خواہ مدد کی گئی، اسی طرح لاک ڈاؤن کے موقعہ پر غریب وبے سہارا لوگوں کی مالی امداد اور خوردنی اشیاء تقسیم کی گئی۔اصحاب خیر اور ملی جذبہ رکھنے والے حضرات سے درخواست ہے کہ ریلیف فنڈ میں خصوصی امداد بھیجیں۔

ضروری ہے کہ نقباء، وہمدردان امارت شرعیہ واہل خیر حضرات خاص توجہ سے کام لیں، اور صدقات واجبہ، ریلیف وتعمیرات کے لیے اپنی خصوصی عطیات سے برابر بیت المال کے استحکام کی کوشش کرتے رہیں اور انفرادی یا اجتماعی طور پر رقم جمع کرکے بیت المال امارت شرعیہ میں ارسال کریں۔

معاملہ نمبر ۲۸/۵۲۲/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ تنظیمیہ بارا عیدگاہ، پورنیہ)

نام بی بی افسری بنت محمد قاسم مقام: پرسرائی، ڈاکخانہ ٹولی کولا، تھانہ ڈگروا ضلع پورنیہ۔فریق اول

بنام

نام محمد غیاث ولد شیخ جولاہی مرحوم، مقام بسہاری، ڈاکخانہ سوراجابر ضلع پورنیہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ تنظیمیہ بارا عیدگاہ پورنیہ میں طویل عرصہ سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور دیگر حقوق زوجیت سے محروم ہونے کی بنا پر فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/ربیع الاول ۴۳ھ مطابق ۲۱/اکتوبر ۲۰۲۱ء روز جمعرات کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۵۵/۱۳۳۳/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کٹیہار)

نام منورہ خاتون بنت یونس انصاری مقام برہمائن ڈاکخانہ کھرسوتہ تھانہ اعظم نگر ضلع کٹیہار۔فریق اول

بنام

نام محمد فیروز ولد محمد قمرول مقام اسجا موبیہ ڈاکخانہ بائسی بلاک بائسی ضلع پورنیہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء کٹیہار میں عرصہ ڈھائی سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آئندہ تاریخ سماعت ۲۶/ربیع الاول ۴۳ھ مطابق ۲/نومبر ۲۱ء بروز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۵۰/۳۰۷۵/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج)

نام زینب فاطمہ بنت محبوب عالم راہی مقام نگری پرواڈاکخانہ دہگچھ ضلع کشن گنج ۔فریق اول

بنام

نام ریحان احمد ولد محمد سلیمان مقام تھا کی ڈاکخانہ سہندر ضلع ارریہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دار القضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ ضلع کشن گنج میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۴/ربیع الاول ۴۳ھ مطابق ۱۰/نومبر ۲۰۲۱ء روز بدھ کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲/۱۱۰/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دین بندھی سوپول)

نام جلیسن خاتون بنت محمد ادریس میاں مقام جمواوارڈ نمبر ۶، ڈاکخانہ کنچن پور ضلع سپتری، نیپال۔فریق اول

بنام

نام محمد عبد اللہ ولد عبد المجید مقام امان نگر وارڈ نمبر ۶، ڈاکخانہ ہراٹ نگر ضلع مورنگ، نیپال۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء دین بندھی سوپول میں عرصہ سات ماہ سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۴/ربیع الآخر ۴۳ھ مطابق ۱۰/نومبر ۲۱ء روز بدھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۸۱/۱۱۶۴/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سیوان)

نام زرینہ خاتون بنت صاحب حسین انصاری مقام دھرم پور ڈاکخانہ بھیک پور ضلع سیوان۔فریق اول

بنام

نام منظر عباس انصاری ولد نقی انصاری مرحوم مقام نوتن بازار ڈاکخانہ نوتن ضلع سیوان۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء سیوان میں عرصہ ۶/سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۲/ربیع الآخر ۴۳ھ مطابق ۸/نومبر ۲۱ء روز سوموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ کے قیام کا صحیح مقصد

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ بانی امارت شرعیہ

میرے نزدیک تنظیم اسلامی کے مصداق کی تحقیق کی وہی شکل ہے جس کو آپ عہد رسالت میں پاتے ہیں۔ ازاں بعد عہد صحابہ کرام میں بھی آپ بہتر صورت میں اس کو دیکھتے ہیں۔ تنظیم کی اس تشکیل اور تصور کو چھوڑ کر جو صورت بھی آپ اختیار کریں۔ خواہ بظاہر وہ کتنی ہی مرغوب ہو۔ سنت سنیہ وطریقہ حسنہ کا ترک ہوگا۔ اور چاہے آپ ان جملہ امور کے انجام دہی کے لئے کوئی دوسری صورت اختراع کرلیں۔ اور چاہے آپ کی نظروں میں بہ اعتبار ترتب آثار اور حصول مقاصد کوئی دقت بھی محسوس ہو لیکن آپ اس تاثیر واثر کو جو تشکیل وتنظیم شرعی میں مضمر ہے، نہیں پاسکتے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ اس وجوب سے سبکدوش نہیں ہوسکتے جو آپ پر واجب ہے۔ وضو کے حکم ومصالح جو آج تک بتائے گئے ہیں بجائے سادہ اور خالص پانی کے عرق گلاب سے بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔ بلکہ وہ بظاہر زیادہ بہتر ہے کہ دل ودماغ بھی اس سے معطر ہوں گے۔ لیکن جو تاثیر کے سادہ پانی سے وضو کرنے میں ہے، وہ حاصل نہ ہوگی۔ اور اس لئے اس وضو سے نماز ادا نہ ہوگی۔ اگرچہ تنظیف کامل اور بظاہر بہت بہتر صورت ہے۔ اسی طرح تزکیہ قلب صفائی باطن اور دیگر مصالح دینی ودنیوں جو نماز کے اندر آج تک بتائے گئے ہیں وہ سب ایک ایک کرکے ذکر واشغال اور دوسرے طرق سے حاصل ہوسکتے ہیں۔ مگر وہ تاثیر اور ثمرات دنیا وآخرت جو نماز کی مخصوص شکل میں ودیعت ہیں حاصل نہ ہوں گے۔ یہ تمثیلات وتشبیہات بغرض تفہیم ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ احکام فرض وواجب کو ایک درجہ میں رکھ رہا ہوں مگر تمثیل مناط حکم کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔

موتیوں اور جواہروں کو مسلسل اور مرتب ترتیب کے ساتھ سطح ارض پر رکھا اور جمایا جاسکتا ہے مگر اس سے نظام کا وجود نہ ہوگا۔ کیونکہ تمام جواہر ومروارید کے اندر وہ رشتہ مروارید کے قلب میں نفوذ کرکے سب کو اپنے سے منسلک کرتا ہے۔ اور پھر اگر وہ ٹوٹ بھی جائیں تو تمام جواہر بکھر کر گود میں جمع ہوجائیں۔ اور اس طرح فنا ہونے سے محفوظ بھی رہیں۔ مگر نظام کی صورت نہ رہے گی۔

یہ وہی حقیقت ہے کہ جس پر حضرت علی کرم اللہ وجہ، کے اس قول سے کافی روشنی پڑتی ہے کہ جو آپ حضرات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فتنہ ذی القصہ کے وقت فرمایا تھا کہ:

ولاتفجنا بنفسك فوالله متى اصبنا لك لايكون للاسلام بعدك نظام ابدا (کنز العمال)۔

آپ مرتدین کے قتال کے لئے خود تشریف نہ لے جایئے اور اقدام شہادت سے ہم لوگوں کو مصیبت میں نہ ڈالئے۔ قسم خدا کی اگر آپ شہادت کی مصیبت ہم پر نازل ہوگئی تو پھر آپ کے بعد اسلام کا نظام نہیں باقی رہ سکتا ہے۔

کیونکہ وہ رشتہ مروارید جو آج تمام قریش وانصار کے قلوب میں نفوذ کرکے سب کو منسلک کئے ہوئے ہے، اگر خدانخواستہ ٹوٹ گیا تو بہت ممکن ہے کہ پھر کوئی رشتہ مروارید نہ میسر آئے جو نظام اسلام بن سکے۔

پس اگر تنظیم کے یہی معنی ہیں کہ مسلمانوں اور اسلام کا نظام قائم کرنا ہو۔ تو آپ حضرات یقین فرمائیں کہ اس کی شکل یہی ہے جس کو میں پیش کررہا ہوں۔ اور جس کو علمائے ربانیین مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اور وہی حق ہے۔

حضرات! مجھے معلوم ہے کہ اس دور میں اس قدیم اصول پر کیا کیا اعتراضات اور شبہات ہیں اسی کے ساتھ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ بہت سے شبہات تو صرف اور صرف علائق خارجہ کے جذب وکشش سے پیدا ہوگئے ہیں اور بہت سے تردداتِ ماحول کے واقعات اور اخوان زماں کے کیفیات نفسیہ سے حادثات ہوئے ہیں ان مترددین میں بہت سے ایسے حضرات کہ ان کے دل ودماغ پر خارجی اثرات نے اتنا گہرا اثر جمادیا ہے کہ اب شاید ان کے دل دماغ میں حقیقی نظام اسلام کے تجسس کے لئے بھی کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔ اور بہت حضرات ایسے ہیں کہ گرچہ وہ بھی کسی حد تک خارجی اثرات سے متاثر ہیں لیکن مجھے یقین کامل ہے کہ وہ اصل نظام کی مکمل صورت کے متجسس ہیں۔ اور اگر یقین ہوجائے کہ شرعی اصول سے نظام اسلام کی یہی واحد شکل ہے تو یقیناً اس کے آگے جبین نیاز رکھنے کو تیار ہیں۔

اس لئے اگر علمائے کرام کا ایک طرف یہ فرض ہے کہ وہ بھائیوں کی تشفی وتسکین کا سامان مہیا کریں اور حقائق کے سمجھانے کی کوشش کریں تو دوسری طرف ان کا فرض یہ ہے کہ وہ بھی نہایت اخلاص کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کریں۔

یہ ضروری نہیں کہ ایک دو صحبتوں میں اگر کسی مسئلہ کے متعلق انشراح نہ ہو تو اس کو خلاف حق سمجھ لیا جائے ایسا خیال کرنا ہی ضلالت کا باعث ہے۔ کیا معلوم نہیں کہ ائمہ کرام کو ایک ایک مسئلہ کے انشراح کی طلب میں برسوں لگتے تھے ایک ایک بات کی تفکر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شب بھر بستر مبارک پر بے چینی کے عالم میں کروٹیں بدلا کرتے تھے۔ پس اگر آج چند گھنٹوں میں کسی مسئلہ کا انشراح نہ ہو تو اس کی تحقیق سے پہلوتہی نہیں کرنی چاہئے۔

نظام اسلام اور امارت کا مختصر خاکہ

حضرات! اگرچہ نظام اسلام کی پوری تشریح اس وقت ہمارے امکان سے باہر ہے مگر مختصر لفظوں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جلد از جلد جس طرح ممکن ہو اس طرح پر نظام اسلام کو تمام ہندوستان میں جاری کردیجئے کہ

(۱) شخص واحد پر بالاتفاق یا بکثرت آراء اتفاق کیجئے۔ جو ذی علم بھی ہو اور مدبر بھی اور صمیم قلب وصدق دل سے اس کے ہاتھ پر بیعت طاعت فی المعروف فرمایئے۔ اور اس کے ہاتھ میں کتاب وسنت دیجئے اور اس کے اعوجاج کی تقویم کے لئے اپنے بازو کو مضبوط رکھئے اور کتاب وسنت کی مخالفت پر فلا سمع ولا طاعۃ کو پیش رکھئے۔

(۲) ہر ہر صوبہ اور ہر ہر ضلع میں ولاۃ امور مقرر کیجئے۔

(۳) ہر ہر شہر اور ہر ہر گاؤں کے محلے وقبائل میں نقباء مقرر کیجئے۔

(۴) ہر ایک کے فرائض کتاب وسنت اور آثار ائمہ کرام وفقہائے عظام کو پیش نظر رکھ کر بنا دیجئے۔

(۵) امارت ہی کے ماتحت بیت المال قائم کیجئے، محکمہ قضاء کھولئے، محکمہ منافع جاری کیجئے اور دیگر اقتصادیات وضروریات کو رائج کیجئے۔

بغیر اسلوب کے اختیار کئے ہوئے یقین فرمایئے کہ آپ تنظیم کے مقاصد میں کامیاب نہ ہوں گے مثلاً فرض کیجئے کہ آپ یہ تو چاہتے ہیں کہ بیت المال ہو تمام زکوۃ وعشر انفرادی طور پر صرف نہ ہو بلکہ بیت المال کے ذریعہ جمع ہوکر توخذ من اغنیائھم وترد علی فقرائھم پر عمل درآمد کیا جائے۔ مگر میں دریافت کرتا ہوں کہ بغیر والی وامیر بنائے ہوئے جو اولوالامر کا ایک مصداق ہے کسی شخص کو اغنیاء سے مطالبہ کا شرعاً حق حاصل ہے، اور کون شخص یا مجلس ہے جو اغنیاء سے یہ کہہ سکے کہ تم کو شرعاً اپنی زکوۃ ہمارے عمال کے سپرد کرنی پڑے گی، اگر تم انحراف کروگے تو کم از کم گنہگار ہوگے۔

مطالبہ کا حق شرعاً ہونا اور چیز ہے اور ترغیب علی الخیر اور چیز ہے، موجودہ حالات میں اہل مدارس یا مجالس جو زکوۃ وصول کرتے ہیں تو وہ مطالبہ حق نہیں ہے بلکہ ترغیب علی الخیر کی صورت ہے۔

صرف اسی ایک مسئلہ کو سامنے رکھئے اور دیکھئے کہ آپ کے نفس مقاصد کے لئے کون سی راہ بہتر ہے، علماء کرام کو تو اس مسئلہ میں مجھ سے زیادہ بصیرت حاصل ہے باقی دیگر حضرات کے لئے اس مسئلہ پر گفتگو کی ضرورت تھی اور مع فصل بیان ماخذ ومدارک۔

کیونکہ صرف مجتہدین اور فقہاء کے اقوال کا ان دنوں نقل کردینا تو شاید کافی نہیں ہے کیونکہ ہم رجال ونحن رجال کا غلغلہ اندنوں ازمنہ ماضیہ اور سنین فانیہ کے اعتبار سے زائد بلند ہے، اور چونکہ میں اس وقت اس مسئلہ کے ماخذ مدارک کو بیان کرتے ہوئے پوری تشریح سے بالکل قاصر ہوں، اس لئے میں معافی چاہتا ہوں میں نے توجہ دلا دی۔ اس کی تحقیق کرلی جائے۔ آخر میں اس بحث کو ختم کرتے ہوئے صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے جس چیز کی آج ضرورت ہے اور حصول سوراج کے بعد بھی ضرورت ہوگی بلکہ ہندوستان کے آزادی کی منزل کو قریب کرنے کے لئے جو چیز سب سے زائد مفید ہوگی یہی نظام اسلام یعنی امارت شرعیہ ہے۔

حضرات! یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ میں جس نظام کی دعوت دے رہا ہوں اس سے مقصد شخصیت پرستی ہے بلکہ میں وحدت پرستی کی دعوت دیتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ جس طرح شخصیت ملعونہ کے قلادہ کو نکال پھینکئے اسی طرح جمہوریت منحرفہ کے طوق کاٹ ڈالئے اور اس سنت سنیہ کو اختیار کیجئے جس کی اتباع میں دارین کی فلاح ہے اور سنت سنیہ کی راہ وہی ہے جس کا ادنیٰ خاکہ میں نے پیش کیا ہے اور اگر مسح خفین کا مسئلہ حسب بیان بعض صحابی قرآن میں موجود ہے تو میرا یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ نظام اسلام کا وہ خاکہ جو میں نے پیش کیا ہے یا آج آپ کے سامنے قرآن میں موجود ہے۔

لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ.

(بقیہ اسلامک فقہ اکیڈمی)

(6) سوشل میڈیا کے استعمال کے شرعی اُصول وضوابط

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا تیسواں فقہی سمینار "المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد" میں ۳-۴؟ ۱ اکتوبر ۲۰۲۱ء کو منعقد ہوا، جس میں ایک اہم موضوع "سوشل میڈیا کے استعمال کے شرعی اُصول وضوابط" پر بحث ومناقشہ کے بعد درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

۱- سوشل میڈیا موجودہ دور کی ایک اہم ایجاد ہے، جس سے منافع اور مفاسد دونوں وابستہ ہیں اور اس وقت یہ ابلاغ کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ۲- دینی، معلوماتی اور مفید باتوں پر مبنی پیغامات، جو معتبر اور مصدقہ ہوں، ان کو آگے بھیجنا درست ہے۔ ۳- اشیاء میں حکم کا مدار اس چیز کے اصل مقصد پر ہوتا ہے؛ لہٰذا اگر کسی سائٹ کا مقصود فحش اور ناجائز تصویروں کی اشاعت ہو تو اس کے تکنیکی شعبہ میں بھی ملازمت کرنا جائز نہیں ہے۔ ۴- سوشل میڈیا پر موجود جو مواد اخلاقی اقدار کے استخفاف، ناجائز اُمور یا ملحدانہ افکار کے فروغ کے لئے ہوں، ان کی اشاعت جائز نہیں، سوائے اس کے کہ ان کو ایسے لوگوں کو بھیجا جائے جن کے بارے میں اُمید ہو کہ وہ اس کا رد کریں گے اور دوسروں کو بھی متاثر ہونے سے بچائیں گے۔ ۵- تعلیمی مقاصد کے لیے موبائل اور سوشل میڈیا کا استعمال درست ہے، تاہم اس کے ساتھ اخلاقی اور جسمانی نقصانات سے تحفظ کی احتیاطی تدابیر اور ذرائع بھی اختیار کرنا ضروری ہے۔ ۶- اسلام کی اشاعت، دینی معلومات کی فراہمی، اخلاقی تعلیمات اور جائز معاشی فوائد وغیرہ کے لیے سوشل میڈیا کا استعمال وقت کی اہم ضرورت ہے؛ لہٰذا اس کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ۷- تجویز کمیٹی اکیڈمی سے اپیل کرتی ہے کہ دارالقضاء سے متعلق آن لائن کارروائی کی تحقیق کے لیے وہ ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دے، جو تمام پہلوؤں کا احاطہ کرکے مفصل رپورٹ پیش کرے۔ ۸- اگر آڈیو یا ویڈیو کے مشتملات شرعی اعتبار سے درست ہوں تو ان کو سننے، دیکھنے اور دوسرے شخص کو بھیجنے پر کمپنی جو پیسہ دیتی ہے، اس کا لینا جائز ہے۔ ۹- ویڈیو کی نشر واشاعت کے لیے ناجائز یا غیر مصدقہ اشتہارات کو اختیاری طور پر شامل کرنا درست نہیں ہے۔ ۱۰- آن لائن گیمز عمومی طور پر بہت سے مفاسد پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لیے ان کا کھیلنا اور ان کو ذریعۂ معاش بنانا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر قمار، ضیاع وقت و مال اور غیر اخلاقی اقدار جیسے مفاسد نہ ہوں تو اس کے کھیلنے اور انعام حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔ ۱۱- سوشل میڈیا پر بنائے جانے والے گروپ میں صراحتاً یا دلالۃً اجازت کے بغیر کسی کو شامل کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔ ۱۲- جو کتابیں بحق مؤلف یا ناشر محفوظ ہیں، اس کی اجازت کے بغیر ان کا پی ڈی ایف بنا کر یا کسی بھی فارمیٹ میں ڈیجیٹل کاپی بنا کر سوشل میڈیا پر ڈالنا درست نہ ہوگا۔ ۱۳- سوشل میڈیا کے استعمال میں شرعی واخلاقی اُمور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور جو اُمور غیر شرعی اور غیر اخلاقی ہوں، ان سے اجتناب لازم ہوگا۔ ۱۴- سوشل میڈیا پر باطل اور گم راہ فرقوں کی طرف سے اسلام کے نام پر بنائی گئیں بہت سی سائٹس موجود ہیں؛ لہٰذا شرکاء سیمینار کی نوجوان نسل سے اپیل ہے کہ وہ ایسی سائٹس کے استعمال سے اجتناب کریں اور اس سلسلہ میں اپنے معتمد علماء سے رجوع کریں۔

Scanned with CamScanner

اخلاص وللّٰہیت کے جذبے سے امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھائیں

امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان کے درمیان حضرت امیر شریعت مدظلہ کا خطاب

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے آٹھویں امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ نے ۱۰؍اکتوبر کو امارت شرعیہ کے مرکزی وذیلی دفاتر کے ذمہ داران وکارکنان سے خطاب کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور امارت شرعیہ کے کاموں میں انہماک کے ساتھ لگے رہنے کی تاکید فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ امارت شرعیہ ملک کا ایک منفرد ومثالی ادارہ ہے، یہاں ایسا ماحول بنایا جائے کہ جب کوئی آئے تو خوشدلی کے ساتھ آئے اور جانے کو اس کا دل نہ چاہے، مسکراتے رہنا اور خوش اخلاقی کے ساتھ بھائیوں سے ملنا جلنا بھی صدقہ ہے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، یاد رکھئے کہ انسانی زندگی میں بے شمار مسائل آتے ہیں، لیکن وہی انسان کامیاب وبامراد ہوتا ہے، جو اللہ کی رضا کی خاطر ہر کام کو انجام دیتا ہے، عبادتوں میں بھی لطف اسی وقت آئے گا جب اسے اللہ کی رضا کی خاطر انجام دیا جائے، امیر کی اطاعت بھی ہو تو اس میں بھی اللہ رضا شامل ہو، جب انسان اس درجہ پر پہونچتا ہے تو اس کو احسان کا درجہ حاصل ہوجاتا ہے، اور قلب سلیم کی نعمت اسے مل جاتی ہے، اس لئے آپ سب لوگ اسی جذبہ کے ساتھ ہر کام کو انجام دیں، اور یقین مانیں کہ اس سے اللہ کاموں میں برکت بھی عطا فرمائیں گے، اور ملت کو بھی فائدہ پہونچے گا، اس موقع پر حضرت امیر شریعت نے بیعت امارت بھی لیا، جس میں سبھوں سے عہد وپیان کرایا گیا کہ اپنا کام اللہ کی رضا کے لئے کریں گے اور ہر جائز احکام میں امیر شریعت کی اطاعت واتباع کرتے رہیں گے۔ اس سے قبل نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد صاحب رحمانی قاسمی صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ آج ہم سب لوگوں کا دل خوشی ومسرت سے لبریز ہے کہ اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ایک ایسا امیر عطا کیا ہے جن کا دل اخلاص وللّٰہیت کے جذبے سے پُر ہے، حضرت امیر شریعت جن خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، اس خانوادے کی ایک عظیم تاریخ رہی ہے، جس کے باعث ملک نے اس خانوادے کو اس کا قائد تسلیم کیا، اس لئے حضرت امیر شریعت "الولد سرٌّ لابیه" کے صحیح مصداق ہیں، آپ جواں سال ہیں، اس لئے آپ کے خیالات میں بھی نئی تازگی توانائی اور جواں سالی ہے، انشاء اللہ ہم سب لوگ آپ کی قیادت میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کے چھوڑے ہوئے نقوش میں رنگ بھریں گے، اور ان کی قیادت میں کاموں کو آگے بڑھائیں گے، حضرت نائب امیر شریعت نے مزید فرمایا کہ اب وقت آگیا کہ ہم سب لوگ اپنے دل کے غبار کو مٹائیں اور اتحاد فکر وعمل کے ساتھ کاروان امارت کو آگے بڑھانے کے جدوجہد میں لگ جائیں، اللہ ہم سب کا حامی ومدد گار ہے۔ جناب مولانا ابوطالب رحمانی صاحب نے بھی چند قیمتی مشورے دئے، جس پر ذمہ داران امارت شرعیہ نے غور وفکر کے بعد عمل کرنے کا یقین دلایا، اس نشست کی نظامت قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کی جس میں انہوں نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے ہم سب کو ایک امیر شریعت کی شکل میں ایک مضبوط سرپرست اور اولو العزم قائد عطا فرمایا ہے، جو صاحب فکر ونظر بھی ہیں اور صاحب معرفت بھی اللہ اس ان کی عمر کو دراز فرمائے۔

امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نور اللہ مرقدہ نے امارت شرعیہ کے فروغ واستحکام اور ملک بالخصوص تینوں ریاستوں میں آباد مسلمانوں اور نئی نسلوں کی تعمیر وترقی کے لیے منصوبے بنائے تھے، اس کی تکمیل فرمائیں گے۔ اس نشست کا آغاز مولانا اسعد اللہ قاسمی صاحب کے تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا مفتی محمد مجیب الرحمن بھاگلپوری نے حضرت امیر شریعت کی شان میں منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا، جس میں ان کی علمی عظمت کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا، اخیر میں یہ نشست حضرت امیر شریعت کی دعا پر اختتام کو پہونچی۔

ہفتۂ رفتہ | **راشد العزیزی ندوی**

آئینی حقوق کا تحفظ ہونا چاہیے: دہلی ہائی کورٹ

دہلی ہائیکورٹ نے 12 سال سے جیل میں قید ایک ملزم کی ضمانت منظور کرتے ہوئے کہا کہ شہریوں کے قانونی یا آئینی حقوق کا بروقت تحفظ ہونا چاہیے۔ اپنے حکم میں جسٹس سدھارتھ مردل اور جسٹس جیرام بھامبھانی کی بنچ نے سپریم کورٹ کے ان مشاہدات کا حوالہ دیا جن میں شہریوں کے قانونی یا آئینی حقوق کے تحفظ پر زور دیا گیا تھا۔ سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ لوگوں کے قانونی اور آئینی حقوق کو عدالتوں کی طرف سے اسی طرح تحفظ دیا جانا چاہیے جس طرح ڈاکٹر مریض کی زندگی بچانے کے لیے بروقت ضروری اقدامات کرتا ہے۔ بنچ نے 2008 کے دہلی سیریل بم دھماکوں کے لیے مشروط ضمانت پر 12 سال جیل میں رہنے والے محمد حکیم کی رہائی کا حکم دیا۔ سپریم کورٹ نے حکیم پر کئی شرطیں عائد کی ہیں بشمول عدالت کی پیشگی اجازت کے بغیر ملک سے باہر نہ جانا۔ دہلی پولیس نے 13 ستمبر 2008 کو حکیم کے خلاف تعزیرات ہند، دھماکہ خیز مواد ایکٹ اور غیر قانونی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ کی مختلف دفعات کے تحت ایف آئی آر درج کی تھی۔

اردو کے مسائل پر وزیر تعلیم سے ملاقات

بہار کی مختلف اردو سے متعلق تنظیموں نے ۲؍اکتوبر ۲۰۲۱ء کو بہار کے وزیر تعلیم نے ایک غیر رسمی ملاقات کی، جس میں بہار میں اردو کے مسائل، ٹی ای ٹی اردو بنگلہ والوں کے رزلٹ، مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ میں بحالی وغیرہ پر تفصیلی گفتگو کی گئی، وزیر تعلیم نے بھروسہ دلایا کہ وہ ان مسائل کے حل کے لیے پوری کوشش کریں گے، قومی تنظیم کے دفتر میں منعقد اس میٹنگ میں اردو کارواں، اردو ایکشن کمیٹی، حلقۂ ادب کے ذمہ داروں کے ساتھ صحافی اور دانشور نے بھی شرکت کی، امارت شرعیہ کے نائب ناظم او ہفت روزہ نقیب کے مدیر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی (جو کاروان ادب اور اردو میڈیا فورم کے صدر اور اردو کارواں کے نائب صدر ہیں) نے اس ملاقات میں شرکت کی اور مہینوں پہلے اردو کارواں کی طرف سے دیے گئے اس میمورنڈم پر کارروائی کا مطالبہ کیا جو اردو کارواں کے ایک وفد نے ان کے سپرد کیا تھا، وزیر تعلیم کا انداز ہمدردانہ تھا اور یقین دہانی میں کچھ کرنے کا عزم جھلک رہا تھا، یہ خوش گوار ملاقات دو گھنٹہ سے زائد جاری رہی۔

حکومت کسانوں کے قاتلوں کو تحفظ دے رہی ہے: کیجریوال

دہلی کے وزیر اعلی اروند کیجریوال نے کہا کہ اتر پردیش کے لکھیم پور کھیری میں کسان مارے گئے اور حکومت اب قاتلوں کو بچانے کی کوشش کررہی ہے۔ کیجریوال نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ کسانوں کو دن کی روشنی میں گاڑیوں سے کچل دیا گیا اور اس معاملے کے مجرم ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے ہیں۔ اس معاملے میں جس طرح قاتل کو بچایا جارہا ہے ایسا صرف ہندی فلموں میں دیکھا جاتا تھا۔ پوری حکومت قاتل کو بچانے میں مصروف ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی لیڈر یا بڑا آدمی ہے تو کیا وہ کسی کو کچل دے گا۔ انہوں نے وزیر اعظم نریندر مودی پر زور دیا کہ پورا ملک لکھیم پور کھیری کی حقیقت جاننا چاہتا ہے، لہٰذا آپ کسانوں کا درد بانٹیں اور سچ کو سامنے آنے دیں۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح کیا چھپایا جارہا ہے، اپوزیشن کے رہنماؤں، صحافیوں کو موقع پر جانے سے روکا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پورا ملک ایک طرف آزادی کا امرت مہوتسو منا رہا ہے اور دوسری طرف وہ لوگ جو غمزدہ کسانوں سے ملنے جارہے ہیں انہیں گرفتار کیا جارہا ہے۔ مسٹر کیجریوال نے کہا کہ ایک سال سے کسان سرحد پر بیٹھے ہیں، ان میں سے چھ سو کسانوں کی موت ہوچکی ہے اور اب ان کو گاڑیوں سے کچلا جارہا ہے، کسانوں سے اتنی نفرت کیوں ہے؟ انہوں نے کہا کہ لکھیم پور میں کسانوں کو کچلا نہیں گیا بلکہ پورا نظام کچل دیا گیا۔

سپریم کورٹ نے اتر پردیش حکومت پر سات لاکھ کا جرمانہ عائد کیا

سپریم کورٹ نے پولیس مڈبھیڑ میں ایک نوجوان کی ہلاکت پر اتر پردیش حکومت پر قتل کے تقریباً دو دہائی پرانے واقعہ کے ملزم-چار پولیس اہلکاروں کی گرفتاری اور ان کی تنخواہ روکنے کے عدالتی حکم کو نظر انداز کرنے پر 7 لاکھ روپے کا جرمانہ عائد کیا ہے۔ یہ رقم متاثرہ کے رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ جسٹس ونیت سرن اور جسٹس انیرودھ بوس کی بنچ نے کہا کہ اس معاملہ میں عدالتی حکم کی عدم تعمیل ریاستی مشینری کے طرز عمل کو ظاہر کرتی ہے۔ درخواست گزار یشپال سنگھ نے الزام لگایا تھا کہ 2002 میں اس کے 19 سالہ بیٹے کی ہلاکت میں چار پولیس افسران ملوث تھے۔ عدالتی حکم کے بعد بھی ملزم کی گرفتاری اور تنخواہ روکنے کے مطالبے پر عمل درآمد نہ ہونے پر متاثرہ فریق نے عدالت عظمیٰ سے رجوع کیا تھا۔ دستیاب دستاویزات کا حوالہ دیتے ہوئے بنچ نے کہا کہ ملزم پولیس اہلکار نو ماہ تک بغیر کسی عدالتی قیام کے گرفتار نہیں ہوئے۔ 2018 میں ٹرائل کورٹ نے ملزم پولیس اہلکاروں کی تنخواہوں کی ادائیگی پر روک لگانے کا حکم دیا تھا۔ لیکن اس پر بھی عمل درآمد نہیں ہوا۔ سپریم کورٹ کے یکم ستمبر 2021 کے حکم کے بعد اتر پردیش حکومت حرکت میں آئی اور دو ملزم پولیس اہلکاروں کو 19 سال بعد گرفتار کیا گیا جبکہ ایک نے خود سپردگی کردی۔

گھریلو رسوئی گیس سلنڈر کی قیمت میں پھر 15 روپے کا اضافہ

پبلک سیکٹر کی تیل کمپنیوں نے مہنگائی کی مار جھیل رہے عام آدمی کو ایک اور دھچکا دیا ہے۔ گھریلو رسوئی گیس کی قیمت میں 15 روپے فی سلنڈر کا پھر اضافہ کیا گیا ہے۔ اس سے قبل یکم اکتوبر کو 19 کلو والے کمرشل گیس سلنڈر کی قیمتوں میں اضافہ کیا گیا تھا۔ اس اضافے سے ملک کے دارالحکومت دہلی اور صنعتی راجدھانی ممبئی میں بغیر سبسڈی والے گھریلو گیس سلنڈر کی قیمت 884.50 روپے سے بڑھ کر 899.50 روپے فی سلنڈر ہوگئی ہے۔ اسی وقت، پٹنہ میں گھریلو ایل پی جی سلنڈر کے لیے، اب آپ کو ایک ہزار روپے سے صرف 2 روپے کم ادا کرنا ہوں گے، جبکہ کولکاتہ میں 926 روپے اور چنئی میں 14.2 کلو کا ایل پی جی سلنڈر 915.50 روپے میں دستیاب ہوگا۔ قابل ذکر ہے کہ خام تیل کی قیمت میں اضافے کے پیش نظر یہ خدشہ ظاہر کیا گیا تھا کہ اس بار ایل پی جی سلنڈر کی قیمت 1000 روپے سے آگے بڑھ جائے گی۔

عمرہ کے خواہش مند زائرین کو کورونا کا ٹیکہ لگانا لازمی

مملکت سعودی عرب نے عمرہ کے خواہش مند زائرین کے لیے کورونا کا ٹیکہ لگوانا لازمی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزارت حج وعمرہ کا کہنا ہے کہ کورونا ویکسین کی دونوں خوراکیں لگوانے والوں کو ہی عمرہ کی اجازت ہوگی۔ حکام کا کہنا ہے کہ مکمل ویکسینیشن والے ہی مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں نماز ادا کرسکیں گے۔ (یو این آئی)

امریکہ میں سینتیس سال کی سزا بھگتنے والے شخص کا پولیس کے خلاف مقدمہ

عصمت دری اور قتل کے الزام میں امریکی جیل میں 37 سال کی سزا بھگتنے کے بعد ڈی این اے شواہد کی بنیاد پر بے گناہ پائے جانے والے ایک شخص نے پولیس افسران اور ایک فارنسک ڈینٹسٹ کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق 56 سالہ رابرٹ ڈوبوئس کو 1983 میں باربرا گرامز کے ریپ اور قتل کے جرم میں سزائے موت سنائی گئی تھی، لیکن بعد میں اس کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کردیا گیا۔ گزشتہ سال نئے ٹسٹ اور ڈی این اے شواہد نے ثابت کیا کہ اس نے باربرا کو قتل نہیں کیا تھا، جس کے بعد اسے اگست 2020 میں جیل سے رہا کردیا گیا تھا۔ (یو این آئی)

Volume:61/71,Issue:40 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

پیار، محبت، بغض وعداوت کے بھی طور طریقے ہیں
یہ تو کوئی بات نہیں جو منہ میں آیا بول دیا
(خورشید حیدر مظفرگری)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

سپریم کورٹ کو تو بخش دو

عامر سلیم خان

سپریم کورٹ کی آفیشیل ویب سائٹ پر وزیر اعظم کی تصویر اور بھارتیہ جنتا پارٹی کا انتخابی نعرہ وکیلوں کو اچھا نہیں لگا، انہوں نے سپریم کورٹ کے متعلقہ ذمہ داروں سے اس کی شکایت درج کرائی جس کے بعد وزیر اعظم کی تصویر اور انتخابی سلوگن ہٹا دیا گیا ہے، دراصل ہوا یہ کہ سپریم کورٹ کی آفیشیل میل آئی ڈی پر وزیر اعظم کی تصویر اور ان کی حکومت کا نعرہ ''سب کا ساتھ، سب کا وکاس، سب کا وشواش'' کا استعمال ہو رہا تھا، اس پر سپریم کورٹ کے وکیلوں نے اعتراض جتایا کہ سپریم کورٹ ایک آزاد ادارہ ہے، یہ سرکار کا حصہ نہیں، یہ معاملہ سپریم کورٹ ایڈوکیٹس آن ریکارڈ ایسوسی ایشن کے وہاٹس ایپ گروپ میں اٹھایا گیا، گروپ میں تحریر کردہ پیغام میں ایک وکیل نے لکھا کہ سپریم کورٹ رجسٹری کی طرف سے مجھے ایک نوٹس بھیجا گیا ہے، جس میں وزیر اعظم مودی کی تصویر نظر آ رہی ہے، وہاٹس ایپ پیغام میں اس نے مزید لکھا کہ یہ معاملہ چیف جسٹس آف انڈیا کے سامنے اٹھایا جانا چاہئے، اس شکایت پر سپریم کورٹ رجسٹری نے ای میل کی سہولت فراہم کرانے والے نیشنل انفارمیٹکس سینٹر کو لکھا، جس پر ہٹا دیا گیا۔

حکومتی تشہیر کے ایسے معاملات پہلے بھی سامنے آئے ہیں، اے ٹی ایم مشینوں سے نکلنے والی سلپ میں بی جے پی اور مرکزی سرکار کی تشہیر کا واقعہ ہم نہیں بھولے ہوں گے، سرکار اپنی تشہیر کیلئے اشتہارات پر کافی رقوم خرچ کرتی ہے اور یہ بات حالیہ دنوں ایک آر ٹی آئی جواب میں منکشف کیا گیا ہے، اس جواب کے مطابق بی جے پی کی مرکزی سرکار اپنی تشہیر پر روزانہ کے حساب سے تقریباً دو کروڑ روپے خرچ کرتی ہے، اس حساب سے سال کے کم وبیش 730 کروڑ روپے سالانہ تشہیر پر خرچ ہوتے ہیں، اتر پردیش کی بی جے پی سرکار میں تشہیر کی کچھ ایسی ہوڑ لگی ہوتی ہے کہ ابھی حالیہ دنوں اس نے ریاست میں بنیادی ڈھانچہ کی ترقی کو دکھاتے ہوئے اپنے اشتہار میں ایک خوبصورت فلائی اوور کی تصویر دکھائی، دوسرے ہی دن پتہ چلا کہ جس فلائی اوور کی تصویر اشتہار میں دکھائی گئی ہے وہ تو یوپی کا نہیں بلکہ مغربی بنگال کا ہے، اس کے بعد تو یوپی سرکار اور اس کے سربراہ کا اتنا مذاق اڑایا گیا کہ لوگوں نے سوشل میڈیا پر برج خلیفہ اور نیو پارک کی فلک بوس عمارتوں کو یوپی میں دکھانا شروع کر دیا، اتنا ہی نہیں کچھ لوگوں نے تو غیر ملکی خوبصورت عمارتوں کو گاؤں اور بلاکوں تک میں دکھانا شروع کر دیا جس سے یوپی سرکار کی بڑی رسوائی ہوئی۔

سرکار کو اپنی تشہیر کی ایسی ہوڑ لگی ہے کہ وہ آزاد اداروں پر بھی اپنا اشتہار لٹکا دیتی ہے، جیسا کہ زیر تحریر سپریم کورٹ کی آفیشیل میل آئی ڈی کا معاملہ منکشف ہوا اور جب وکیلوں نے اعتراض جتایا تو سپریم کورٹ کے متعلقہ ذمہ داروں نے اسے ہٹا دیا، جس سے سرکار کی بسکی ہوئی، سوال یہ ہے کہ سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر سرکاری اشتہارات لگائے جائیں گے تو کیا عدلیہ کی خود مختاری پر سوال نہیں اٹھے گا؟ دراصل پریشانی یہ ہے کہ جب سے مرکز میں بھارتیہ جنتا پارٹی کے تحت این ڈی اے سرکار کا اقتدار آیا ہے، کچھ سینئر اہلکار سرکار کی طرف سے جاری کردہ مشاورتی ہدایات بھی لازمی (منڈیٹری) کے خانے میں شمار کر لیتے ہیں اور اپنے ماتحت اہلکاروں کو پریشان کرتے ہیں۔ بہت سارے رضاکارانہ عمل کو وہ اہلکار لازمی قرار دے کر اہلکاروں کی ناک میں دم کر دیتے ہیں، موجودہ کورونا وباء کی ٹیکہ کاری بھی رضاکارانہ ہے لیکن سینئر اہلکاروں کے پاس پہنچی ہدایتوں کے بعد سرکاری اہلکاروں کو حد درجہ پریشانی میں ڈال دیا گیا ہے، اتنی سخت شرائط لاد دی گئی ہیں کہ اگر ٹیکہ کاری نہیں کرائی تو چھٹی ہو جائے گی، وغیرہ وغیرہ۔

جہاں تک حکومت کی حصولیابیوں کی تشہیر کا معاملہ ہے تو کہا جاتا ہے کہ کام بولتا ہے اور اگر کام نہیں ہوا ہے تو تشہیر سے صرف ''ہوا ہوائی'' ہوگی، لوگ کتنے پریشان ہیں لیکن ان کی آنکھوں پر ایسا چشمہ لگایا جا رہا ہے گویا رعایا کیلئے سرکار نے دودھ کے دریا بہا دیئے ہیں، لوگ خوشی سے جھوم رہے ہیں اور خوشحالی گھروں سے باہر نکل کر پارکوں میں رقص کر رہی ہے، دوسری طرف پوزیشن اتنی خراب ہے کہ عوام روزانہ تنکے کو محتاج ہو رہے ہیں، سرکاری پالیسیوں کی خامیوں سے پریشانیاں تو تھیں ہی، کورونا نے رہی سہی کسر بھی نکال دی، چھوٹے صنعتکار اور دکاندار مکھیاں مار رہے ہیں، مہنگائی آسمان چھو رہی ہے، گیس سلنڈر جو سات سال قبل محض 394 روپے کا تھا وہ آج 900 روپے سے زیادہ تک پہنچ چکا ہے، ایندھن تیل کی قیمتیں روزانہ کے حساب سے بڑھائی جا رہی ہے، معیشت ڈانوا ڈول ہے اور سرکاری تشہیری منصوبوں کے ذریعہ آنکھوں پر ایسا رنگین چشمہ چڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ سب کچھ رنگین نظر آئے، بلیک اینڈ وائٹ کا کہیں کوئی نام ونشان نہ رہے، وہ کہاوت اپنائی جا رہی ہے کہ ''ساون کے اندھے کو سب ہرا ہرا نظر آتا ہے''۔

مہنگائی اور چیزوں کی قیمتیں دن بدن بڑھ رہی ہیں جبکہ دوسری طرف اشیاء ضروریہ کی خرید کی استطاعت ختم ہوتی جا رہی ہے، جی ڈی پی کا برا حال ہے، سرمایہ کاری روز بروز گھٹ رہی ہے، دیسی مصنوعات کی پیداوار میں گراوٹ آتی جا رہی ہے، البتہ گنے چنے سرمایہ داروں کی چاندی ہے، بڑی عجیب کیفیت ہے کہ متوسط اور چھوٹے صنعتکار تو گھر بیٹھتے جا رہے ہیں مگر چند سرمایہ کار ہیں جن کی سالانہ آمدنی پر کوئی فرق پڑنا تو دور وہ پھل پھول رہے ہیں، ملک کا سرمایہ چند لوگوں کے ہاتھوں میں سمٹ رہا ہے، غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور خط افلاس کے نیچے عوام کی تعداد میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے، برسر اقتدار پارٹی کے لیڈر جو سال 2014 سے پہلے دو روپے قیمت بڑھنے پر چوراہوں کو جام کر دیا کرتے تھے وہ اب بیک وقت 50-25 روپے قیمت بڑھانے پر بھی گونگے ہو جاتے ہیں، وہ بولتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ سرکار نے سبھی کی جیبیں بھر دی ہیں، دراصل ہوا بھی کچھ ایسا ہے کہ سرکار غریب میں پہنچے عوام کو دو چار کلو اناج دے کر ان کی مسیحا بن رہی ہے مگر لوگ نہیں سمجھ پا رہے ہیں کہ وہ بھکاری بن رہے ہیں۔

مہنگائی اور بیروزگاری سے ملک کے سبھی لوگ تنگ آ چکے ہیں لیکن سرکار کی تشہیری مہم آسمان پر پہنچ رہی ہے، جو دو چار کلو عوام لیکر نیشنل بھکاری بنائے جا رہے ہیں ان کی سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا ہے، سرکار شہرت بٹورنے کیلئے اتنی اتاؤلی ہے کہ اس نے دو چار کلو خام اناج بانٹنے کیلئے اپنے تشہیری منصوبے کے تحت ایسے جھولے بنوا ڈالے ہیں جس پر وزیر اعظم نریندر مودی کی شاندار تصویر چھپی ہوئی ہے، بتاتے ہیں کہ سرکار کی تشہیری مہیم اس سے قبل اتنی نچلی سطح پر کبھی نہیں دیکھی گئی تھی، سرکار، نیم سرکاری اور خود مختار اداروں کا فرق بنتا جا رہا ہے، جو بھاجپائی کل تک سرکاری اداروں اور دیش کی ملکیت میں نجی سرمایہ کاری کیلئے چیخ چیخ کر پورا شہر اکٹھا کر لیتے تھے اب وہ عوام کی ملکیت کو سرمایہ کاروں کے ہاتھوں میں دے رہے ہیں، پریشانی کا عالم بڑا سے بڑا تر ہوتا جا رہا ہے، لیکن سرکار وہ حصولیابیاں شمار کرانے میں لگی ہے جو اس نے کیا ہی نہیں، بہرحال جہاں ایک طرف سرکار کو انصاف کا دامن تھامنے کی ضرورت ہے وہیں عوام کو بھی ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے کہ آیا سب کچھ ٹھیک ٹھیک ہے یا واقعی پریشانی بڑھ رہی ہیں۔

اشتہارات کے لئے رابطہ کریں

ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان ہے جو تقریباً سو سالوں سے مسلسل شائع ہو رہا ہے، اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ملک وبیرون ملک میں قارئین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، اس کی عمدہ طباعت، معیاری مضامین اور دیگر خصوصیات کی وجہ سے لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں، ادارہ قارئین نقیب سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے

مدارس، اسکول، کالج، ہاسپیٹل، میڈیکل اور دکان وغیرہ کے لئے رعایتی قیمت پر غیر تصویری اشتہارات

دے کر اپنے ادارہ اور کاروبار کو فروغ دے سکتے ہیں، نیز ادارہ نقیب کے اعزازی ممبران سے بھی درخواست کرتا ہے کہ وہ نقیب کی اشاعت میں مالی مدد کریں۔ ضروری معلومات کے لیے رابطہ کریں:
9576507798,8405997542 Email:.naqueeb.imarat@gmail.com

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔
(منیجر نقیب)

WEEK ENDING-11/10/2021, Fax :0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail :naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے
Print&Designby:AzimabadPrinters,Patna#9473371988

Scanned with CamScanner